عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | ۱۷تا۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۸تا۱۵؍جون ۲۰۱۲ء | شمارہ:۲۳

کامیاب زندگی کے چند اصول

ماہِ رجب میں ہونے والی بدعات

ایک تحقیقی جائزہ

مرزائیت اور اس کے معتقدات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.c
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

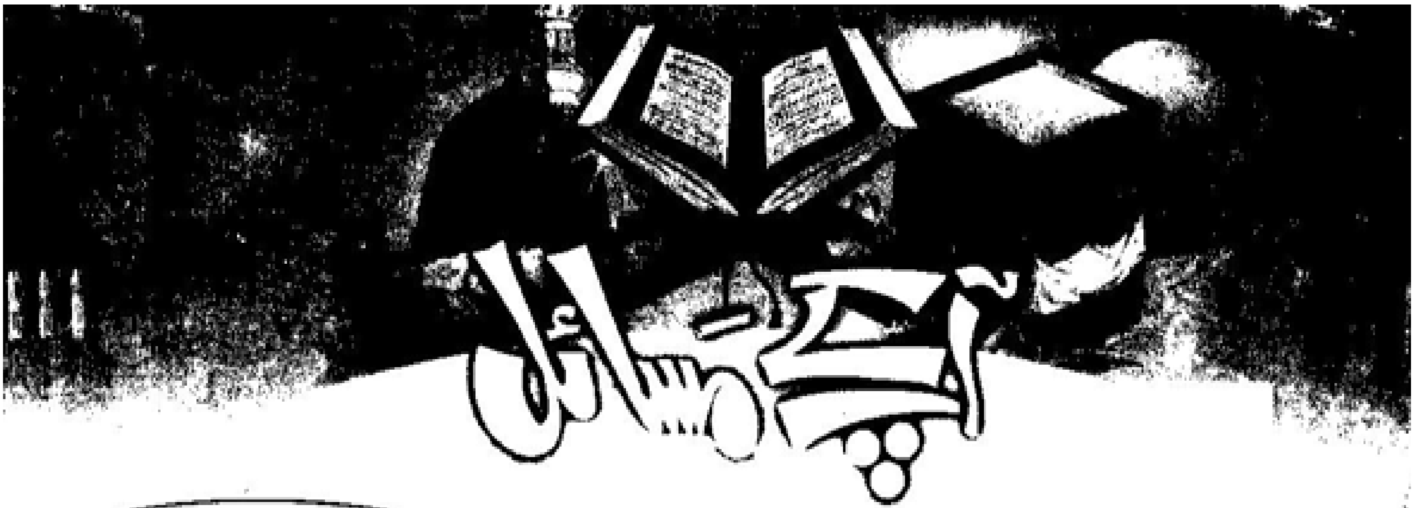

باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ

ابوفضال احمد خان، کراچی

س:...... باپ کی جائیداد میں ایک بھائی اور دو بہنوں کا کتنا حصہ ہے؟ ماں کی زندگی میں بھائی نے مکان پر پیسہ خرچ کیا وہ بہنوں کے حصے میں سے کٹے گا؟ مکان کا اوپر کا پورشن کرایہ پر دیا ہوا ہے، گزشتہ ۸ سال سے کرایہ کی رقم میں دونوں بہنوں کا بھی حصہ ہے یا کرایہ کی رقم کا حقدار صرف بھائی ہے؟ مکان کی قیمت آٹھ سال پہلے والی لگے گی؟ جس میں سے بہنوں کو حصہ ملے گا یا موجودہ دور کی قیمت لگے گی؟

ج:...... آپ کے والد مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو حصے آپ کے بھائی کے اور ایک ایک حصہ ہر ایک بہن کو ملے گا۔ لہٰذا آپ کے والد کا جو مکان ہے اس کی موجودہ کل مالیت بھی شرعاً چار حصوں میں کریں گے، جس میں سے دو حصے آپ کے بھائی کے اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کا ہوگا اور مکان کی موجودہ مالیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ پرانی قیمت کا۔ ہاں! آپ کے بھائی نے والدین کی زندگی میں مکان پر جو ایک لاکھ روپے لگائے تھے وہ رقم اس موجودہ قیمت میں سے نکال سکتے ہیں صرف ایک لاکھ روپے، باقی رقم تقسیم ہوگی۔ اسی طرح والد کے انتقال کے بعد سے مکان کا جو کرایہ آتا رہا ہے اس کرایہ کو بھی شرعاً مندرجہ بالا طریقے پر چار حصوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے، والدین کے انتقال کے بعد بیٹیوں کا بھی چونکہ ان کے ورثہ میں حصہ بنتا ہے اس لئے ان کا اپنے حصہ کا مطالبہ کرنا درست ہے، اس لئے بھائی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو ان کا حصہ فوراً ادا کردے اور اب تک ادا نہ کرنے پر معافی بھی مانگے، دنیا کا معاملہ دنیا میں ہی نمٹالے ورنہ آخرت میں سزا اور عذاب بہت سخت ہوگا، اور اس دنیا کے بدلے مقبول نیکیاں دینی پڑیں گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام ایک شخص کا انتقال ہوگیا، ان کے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں ہیں، مرحوم کے والدین نہیں ہیں، مرحوم کی جائیداد کی شرعی تقسیم بتادیں؟

ج:...... مرحوم کے تجہیز و تکفین کے متوسط اخراجات نکالنے کے بعد اگر مرحوم پر کسی کا کوئی قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے، اگر مرحوم نے بیوی کا حق مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی قرض ہے جس کی ادائیگی مرحوم کے ترکہ سے ہوگی، اسی طرح اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کیلئے کوئی جائز وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال تک اسے نافذ کرنے کے بعد بقیہ ترکہ کو ۶۴ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جن میں سے ۸ سے بیوہ کو، چودہ چودہ ہر ایک بیٹے کو جبکہ سات سات ہر ایک بیٹی کو ملیں گے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ایمان کی حفاظت فرضِ عین ہے

محمد زید، کراچی

س:...... ایک شخص مسلمان ہوا اور مسلمان لڑکی سے شادی کی، ایک بیٹا پیدا ہوا، اب وہ شخص سوا سال سے زائد عرصے سے اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ کر اپنے قادیانی والدین کے ساتھ ہے۔ ان حالات میں لڑکی کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا وہ نابالغ بچہ اپنے باپ اور قادیانی دادا، دادی کے پاس جاسکتا ہے؟

ج:...... معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص نہ کبھی مسلمان ہوا تھا اور نہ ہے۔ اسی لئے تو وہ اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ کر قادیانی خاندان میں جاسکا۔ ایسی صورت میں اس کی بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے اور اپنے بچے پر اس شخص کے بُرے اثرات نہ پڑنے دے جب تک کہ اس کا شوہر اپنے قادیانی رشتہ داروں کو چھوڑ کر صحیح مسلمان ہونے کا ثبوت نہ دے۔ اس وقت تک کے لئے لڑکی کو اس شخص سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی بچے کو ان قادیانی لوگوں میں بھیجنا جائز ہے، کیونکہ ایمان جانے کا خطرہ ہے اور ایمان کی حفاظت فرضِ عین ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۱ — ۱۶ تا ۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ / جون ۲۰۱۲ء — شمارہ: ۲۲

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عظیم باپ کی عظیم بیٹی کا سفر آخرت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج بدل اور اس کے احکام (۲)	۷	مفتی محمد شفیع ؒ
قادیانی جماعت کی سالانہ رپورٹ اور اصل حقائق	۹	ڈاکٹر محمد عمر فاروق
کامیاب زندگی کے چند اصول	۱۲	محمد زید یوسف گاڈٹ
ماہ رجب میں ہونے والی بدعات	۱۴	مفتی محمد راشد ڈسکوی
مسیحی دنیا کا ''عقیدۂ کفارہ''	۱۸	خالد محمود
مرزائیت اور اس کے معتقدات	۲۱	علامہ احسان الٰہی ظہیر
آپ ﷺ کا استقلال (۹)	۲۳	مولانا محمد عاشق الٰہی بیرٹھی
اکابر علمائے ختم نبوت کی اندرون سندھ تبلیغی مصروفیات	۲۶	مولانا قاضی احسان احمد

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

حضراتِ صحابہ کرامؓ کی معیشت کا نقشہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے اور مسجدِ نبوی تعمیر فرمائی تو اس کے ایک گوشے میں ایک چبوترہ سا بنوا کر اس پر سایہ کردیا تھا، یہ "صفہ" کہلاتا تھا، یہ مدرسۂ نبوی تھا، اور یہاں وہ فقراء مہاجرین رہا کرتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہیں تھا، اور نہ مال و اسباب اور اہل و عیال کا قصہ تھا، ان حضرات کی گزر اوقات محض توکل پر تھی، کچھ مل جاتا تو کھالیتے، ورنہ فاقے سے رہتے، ان حضرات کی تعداد کبھی ستر ہوتی، کبھی کم، کبھی زیادہ۔ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں بھی شریک ہوتے اور باہر کے علاقوں میں دعوت و تبلیغ کے لئے بھی ان کو بھیجا جاتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کی بہت ہی دل جوئی فرماتے تھے، اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو ان کو بھی بھجواتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی "اصحابِ صفہ" میں تھا۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت (دولت خانہ سے) باہر تشریف لائے، جس میں باہر تشریف لانے اور کسی سے ملاقات کرنے کا معمول مبارک نہیں تھا، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ابوبکر! کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے، آپ کے چہرۂ انور کے دیدار سے مشرف ہونے اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ خدمت ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! بھوک ہے۔ فرمایا: میں بھی کچھ یہی محسوس کر رہا ہوں۔ پس حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے، ان صاحب کے یہاں کھجور اور بکریاں بہت تھیں، اور ان کے نوکر چاکر نہیں تھے۔ ان کے گھر پہنچے تو وہ گھر پر نہیں تھے، ان کی اہلیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ اپنا مشکیزہ لئے پہنچ گئے، انہوں نے جلدی سے مشکیزہ رکھا اور "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!" کہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ پھر ان حضرات کو لے کر اپنے باغ کی طرف چلے، وہاں ان کے لئے ایک کپڑا بچھا دیا، پھر ایک کھجور سے خوشہ کاٹ لائے اور ان حضرات کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کی پختہ کھجوریں کیوں نہ توڑ لیں؟ عرض کیا کہ: میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنے اپنے ذوق کے مطابق) پختہ و نیم پختہ کا انتخاب خود فرمائیں۔ بہرحال ان حضرات نے کھجوریں کھائیں اور پانی نوش فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ من جملہ ان نعمتوں کے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے سوال کیا جائے گا: ٹھنڈا سایہ، تازہ عمدہ کھجور اور ٹھنڈا پانی۔ پھر حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ ان کے لئے کھانا تیار کرانے چلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دودھ والی بکری نہ کاٹ لینا!" انہوں نے ایک بزغالہ ذبح (کرکے کھانا تیار) کیا، ان حضرات نے کھانا تناول فرمایا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی خدمت گار ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آیئے (تمہیں خادم دیں گے)۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو راس غلام آئے، تیسرا نہیں تھا، تو ابوالہیثم رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں سے اپنی پسند کا ایک لے لو! عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ ہی میرے لئے پسند فرمادیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے، (پس اس کے لئے روا نہیں کہ مشورہ لینے والے کی مصلحت کو نظر انداز کرے، اور اسے غلط مشورہ دے کر خیانت کا مرتکب ہو، پھر ان دونوں غلاموں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ لے لو، کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے، اور اس کی ساتھ بھلائی کی وصیت (کرتا ہوں، اس کو) قبول کرو۔" حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ اس غلام کو لے کر اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مطلع کیا، تو بیوی بولیں: تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکو گے (کیونکہ کبھی بر بنائے بشریت اس کے معاملے میں اُونچ نیچ ہوسکتی ہے) سوائے اس صورت کے کہ تم اس کو آزاد کردو۔ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آزاد ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کو اس کی خبر ہوئی تو آپ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے یا خلیفے مقرر کئے، ان کے لئے دو مشیر مقرر فرمائے، ایک مشیر اس کو بھلائی کا حکم دیتا اور بُرائی سے منع کرتا ہے، اور دُوسرا مشیر (غلط مشورے دے کر) فساد انگیزی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا، اور جو شخص بُرے مشیر سے بچالیا گیا وہ بچ گیا۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۹، ۶۰)

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

عظیم باپ کی عظیم بیٹی کا سفر آخرت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دنیا میں آنا جانے کی تمہید ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہی جاتی ہے اور اس کے مرنے پر بغیر اذان اور اقامت کہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ دنیوی زندگی بس اتنا ہی ہے جتنا اذان اور نماز کے درمیان وقفہ ہوتا ہے۔ اتنی مختصری زندگی کے لئے انسان مستقبل کے منصوبے بناتا ہے اور اسی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرتا رہتا ہے، لیکن جب موت آتی ہے تو سب یہاں دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک انسان زندگی اس طرح گزارے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نیک بندے گزارتے ہیں۔ یعنی ہمہ وقت ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کی فکر اور انسانیت کی فلاح اس کے مطمح نظر ہو۔ انہیں اہل اللہ میں سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی صاحبزادی ہیں ۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۴ر اپریل ۲۰۱۲ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب سوا دس بجے زاہدہ، عابدہ، صادقہ بنت امیر شریعت رابعۂ وقت سیدہ ام کفیل بخاریؒ زندگی کی اسی بہاریں دیکھ کر اس دار فانی سے رحلت فرمائے عالم آخرت ہو گئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمّی۔

مرحومہ کی پیدائش ۲۲ر ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۸ر اگست ۱۹۳۲ء بروز اتوار امرتسر میں اس وقت ہوئی جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ اس وقت تحریک کشمیر کے سلسلہ میں قید تھے، حضرت شاہ صاحب کو اپنی بیٹی کی پیدائش کی اطلاع جیل میں ہوئی، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ نور اللہ مرقدہ جو اس وقت حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے تھے، انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے آپ کا نام سیدہ صادقہ تجویز فرمایا۔

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم والدہ ماجدہ کے پاس حاصل کی۔ خداداد صلاحیت اور ذہانت کی بنا پر مرحومہ خاندان میں اپنے ہم عصروں سے بہت ممتاز حیثیت کی حامل تھیں، سیدہ مرحومہ نے زندگی کا اکثر حصہ قرآن کریم کی تعلیم دینے میں گزارا۔ حضرت شاہ صاحب کے تبلیغی اسفار، تحریکی جدوجہد اور قید و بند کے زمانہ میں سیدہ مرحومہ نے اپنی والدہ کا پورا پورا ساتھ دیا، اس بنا پر حضرت شاہ صاحبؒ کے جیل سے لکھے جانے والے خطوط میں اپنی ''پیاری بٹیا'' کو ہی زیادہ مخاطب کیا۔ کتنے خطوط ایسے ہیں جن میں امیر شریعتؒ نے اپنے بیٹوں کی تعلیم و تربیت اور قرآن کریم کی منزل وغیرہ کا ذمہ دار اپنی اس ہونہار بٹیا کو بنایا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱:... سیدہ خدیجہ: پیدائش ۱۹۲۱ء ناگڑیاں ضلع گجرات سوا ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت امیر شریعتؒ نے اپنی اس نومولود بچی کو دیکھا نہیں تھا، کیونکہ آپ ''تحریک خلافت'' کے سلسلہ میں میانوالی جیل میں تین سال کی قید کاٹ رہے تھے۔

۲:... سیدہ صالحہ: پیدائش ۱۹۲۴ء امرتسر۔ سوا سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

۳:... حضرت مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ (ابو معاویہ ابوذر) پیدائش ۷ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء بروز سوموار، امرتسر۔ وفات: ۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز پیر ملتان۔

۴:... سیدہ ام کلثوم پیدائش ۱۹۳۰ء امرتسر۔ سوا سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔

۵:... سیدہ صادقہ والدہ کفیل شاہ صاحب بخاری، ان کا تذکرہ آچکا ہے۔

۶:... حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ پیدائش ۱۸ر ذوالقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ر جنوری ۱۹۳۸ء بروز جمعہ امرتسر۔ وفات ۳ر شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ ملتان۔

۷:... حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری دامت برکاتہم پیدائش ۷ر ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۵ر اپریل ۱۹۴۱ء بروز ہفتہ امرتسر۔

۸:... حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری پیدائش ۱۶؍رجب ۱۳۶۳ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۴۴ء بروز ہفتہ امرتسر۔

۹:... سیدہ سالمہ پیدائش ۱۴؍شعبان ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۱۹۴۶ء بروز اتوار امرتسر۔ وفات ۵؍فروری ۱۹۴۸ء خان گڑھ، ضلع مظفر گڑھ۔ پونے دو سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امیر شریعتؒ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تولد ہوئیں، سیدہ ام کفیل رحمہا اللہ کے علاوہ تمام بیٹیاں صغرسنی اور کم عمری ہی میں انتقال کر گئیں اور بیٹوں میں اب دو صاحبزادے بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائیں اور ان کی دعائے سحرگاہی سے امت مسلمہ کو مستفید فرمائیں۔

حضرت امیر شریعتؒ کو اپنی اس صاحبزادی کے ساتھ بہت ہی زیادہ شفقت و محبت کا تعلق تھا" بٹیا" کا بھی اپنے والد صاحب سے لاڑ اور ناز کا تعلق تھا، اس کا اندازہ اس اقتباس سے ہوتا ہے:

"میری بٹی.... میرے ظاہری اسباب میں سے، میری حیات کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹوں کو بھی سلامت رکھے، مگر بٹی سے مجھے محبت بہت ہے۔

اس نے کئی بار مجھے کہا: اباجی! اب تو اپنے حال پر رحم کریں، آپ کو چین کیوں نہیں آتا، کیا آپ سفر کے قابل ہیں، چلنے پھرنے کی طاقت آپ میں نہیں رہی، کھانا پینا آپ کا نہیں رہا، یہ آپ کا حال ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟

میں نے کہا: تم نے میری دکھتی رگ پکڑی ہے، میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟

بٹیا! تم بہت خوش ہوگی اگر میں چارپائی پر مروں؟ میں تو چاہتا ہوں کسی کے گلے پڑ کے مروں۔ تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں باہر نکلوں میدان میں اور یہ کہتا ہوا مر جاؤں...

لا نبی بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امۃ بعد امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

بٹیا! دعا کرو: عقیدۂ ختم نبوت بیان کرتے ہوئے اور کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے مجھے موت آجائے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ۔"

(راولپنڈی میں جلسۂ عام سے خطاب، ۱۹۵۶ء)

ایک بار پاکستانی پولیس نے حضرت امیر شریعتؒ کے گھر پر بلا جواز دھاوا بول دیا اور باپردہ خواتین سے بدکلامی اور بدزبانی کی تو آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید ابوذر بخاریؒ نے اس کا بہت اثر لیا، حضرت امیر شریعتؒ نے ان کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا:

"آخر ہوا ہی کیا ہے؟ یہی کہ تمہاری اماں اور بہن کے سامنے پولیس والوں نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس سے بھی زیادہ بدسلوکی ہوتی تو ہماری سعادت ہوتی۔ اگر تمہاری اماں اور بہن کو سڑک پر گھسیٹ کر لاتے اور ان کو مارتے تو میں سمجھتا کہ تحفظ ختم نبوت کا کچھ حق ادا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے کاموں میں سختیاں اور امتحانات نہ آئیں اور مار نہ پڑے، یہ ہو نہیں سکتا۔ دین کا کام کرو گے تو مار بھی پڑے گی، اس کے لئے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھو۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف و رحیم ہستی کو دین کے نام پر کتنی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ جانتے نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی کیا گیا اور اسی زخم سے وہ شہید ہوئیں، ہماری کیا حیثیت ہے؟ اس لئے صبر کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سے قربانی کو قبول فرمائے۔"

(بڑے بیٹے... سید ابوذر بخاری کو فہمائش، ۱۹۵۳ء)

سیدہ مرحومہ کو اپنی پیرانہ سالی میں اس وقت بہت بڑا صدمہ سہنا پڑا جب آپ کے بیٹے سید محمد ذوالکفل بخاریؒ چالیس سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ایک ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے، اس ناگہانی واقعہ کو مرحومہ نے بڑے صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ سیدہ مرحومہ کے جنازہ کی امامت آپ کے برادر اصغر سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے فرمائی جس میں کثیر تعداد میں علماء، صلحاء اور عمائدین شہر شریک ہوئے، بروز ہفتہ بعد نماز عصر جلال باقری قبرستان میں عظیم باپ کی عظیم بیٹی کو اپنے والد ماجد کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے پسماندگان اور خاندان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

منہج الخیر فی الحج عن الغیر

حج بدل اور اس کے احکام

دوسری اور آخری قسط

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

سترھویں اور اٹھارویں شرط یہ ہے کہ مامور صرف ایک حج کا احرام باندھے ایسا نہ کرے کہ بیک وقت دو حج کی نیت کرکے احرام باندھے ایک اپنا ایک آمر کا۔ اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ ایک ہی شخص کی طرف سے احرام باندھے ایسا نہ کرے کہ دو آدمیوں کے حج کی نیت کرے اور دونوں کے لئے احرام باندھے۔

انیسویں شرط یہ ہے کہ مامور یعنی حج بدل کرنے والا آمر یعنی حج کرانے والے کے میقات سے احرام باندھے یعنی اس کے وطن سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے جو میقات آتا ہے، اس سے احرام حج بدل کا باندھے جیسے ہندو پاکستان والوں کے لئے بحری جہاز سے سفر کرنے میں یلملم ہے۔ اگر مامور نے یہاں سے احرام عمرہ کا باندھا عمرہ ادا کرکے مکہ معظمہ سے احرام حج کا باندھا جیسا کہ حج تمتع کا قاعدہ ہے تو چونکہ حج میقات آمر سے نہیں ہوا اس لئے آمر کا حج ادا نہ ہوا خود مامور کا ہوگیا۔ س پر لازم ہے کہ آمر کی دی ہوئی رقم اس کو واپس کرے، اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

بیسویں شرط یہ ہے کہ مامور آمر کی مخالفت نہ کرے، مثلاً آمر نے اس کو حج افراد کرنے کے لئے کہا تھا، اگر اس نے حج کے ساتھ عمرہ بھی ملا کر قران کرلیا تو آمر کا حج ادا نہیں ہوگا۔ مامور پر ضمان آئے گا کہ آمر کی رقم واپس کرے، یہ حکم اس صورت میں تو متفق علیہ ہے جبکہ اس نے عمرہ کی نیت اپنی طرف سے اور حج کی نیت آمر کی طرف سے کی ہو اور اگر عمرہ بھی آمر کی طرف سے کیا، حج بھی تو اس میں امام اعظم رحمہ اللہ کا قول تو یہی ہے کہ مخالفت آمر کی وجہ سے یہ حج آمر کا نہیں مامور کا ہوگیا، اس پر ضمان لازم ہوگا، مگر صاحبین کے نزدیک آمر کا حج اس سے ادا ہو جائے گا۔ (مناسک ملاعلی قاری)

امام اعظم کے نزدیک چونکہ اس حکم کا مدار مخالفت آمر پر ہے اس لئے اگر آمر نے خود ہی اجازت قران کی دے دی ہے تو مقتضائے کلام یہ ہے کہ باتفاق حج آمر کا ادا ہو جائے گا، یہ حکم قران کا ہے اگر مامور نے عمرہ کا اضافہ بصورت تمتع کرلیا کہ میقات آمر سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرلیا پھر مکہ مکرمہ سے احرام حج کا باندھا تو امام صاحب اور صاحبین دونوں کے نزدیک آمر کا حج ادا نہیں ہوا۔ مامور پر ضمان واجب ہے ''یظهر کما فی البحر والفتح'' اس مسئلے کی تفصیل آگے آئے گی۔

خلاصہ شرائط:

شرائط مذکورہ میں چار شرائط تو آمر یعنی حج کرنے والے کی ذات سے متعلق ہیں: (۱) اس کا مسلمان ہونا اور اس پر حج فرض ہونا اور خود قادر نہ ہونا، (۲) اس کے عجز کا دائمی ہونا، (۳) حج بدل کرانے سے پہلے عاجز ہونا، (۴) حج بدل کے لئے کسی کو خود مامور کرنا یا اس کے لئے وصیت کرنا۔ چار شرائط مامور کی ذات سے متعلق ہیں: (۱) مسلمان ہونا، (۲) عاقل ہونا، (۳) اگر نابالغ ہو تو ممیز قریب بلوغ ہونا، (۴) حج بدل کی کوئی اجرت ومعاوضہ نہ لینا۔ باقی شرائط افعال حج سے متعلق ہیں کہ: (۱) حج بدل کرنے میں اکثر مال حج کرانے والے آمر کا خرچ کرے، کچھ تھوڑا اپنی طرف سے بھی خرچ کردے تو مضائقہ نہیں، (۲) اکثر حصہ سفر کا سواری سے طے کرے پیادہ حج کرے تو آمر کا حج نہیں ہوگا، (۳) آمر کے وطن سے سفر شروع کرے، (۴) حج کو فاسد نہ کرے، (۵) آمر ہی کی طرف سے نیت حج کی بوقت احرام کرے، (۶) فوت بھی نہ کرے، (۷) آمر کی مخالفت نہ کرے۔ باقی پانچ شرطوں کا تعلق اسی شرط مخالفت سے ہے وہ درحقیقت الگ شرط نہیں۔

یہ سب شرائط فرض حج بدل کے لئے ہیں:

حج نفل اور عمرہ نفلی کے لئے اگر مامور اپنے مال سے تبرعاً واحساناً کرتا ہے تو کوئی شرط نہیں اور مال آمر کا خرچ کرتا ہے تو پہلی تین شرطیں جو آمر کی ذات سے متعلق ہیں وہ نہیں رہیں گی۔ باقی شرائط بدستور رہیں گی۔ (غنیۃ المناسک)

مسئلہ:

شرائط مذکورہ کے مطابق حج فرض جس کی طرف سے کیا گیا، صحیح اور راجح فقہاء کے نزدیک یہی ہے کہ یہ حج وعمرہ آمر یعنی حج کرانے والے کا ہوگا اور حج وعمرہ کرنے والے کو اس کی امداد کرنے کا ثواب ملے گا اور حج کے بعد زائد عمرے یا طواف وغیرہ کرے اتو وہ خود اس کے ہوں گے عمرہ یا حج نفل میں بھی جبکہ آمر کے خرچ سے کیا گیا ہو یہی حکم ہے کہ آمر کا ہوگا، مامور کو اس کے عمل کا ثواب ملے گا۔ البتہ اگر

نفلی حج یا عمرہ کسی نے اپنے خرچ سے کیا اور کرنے کے بعد کسی کو ثواب پہنچا دیا تو یہ حج و عمرہ خود کرنے والے کا ہوگا اور جس شخص کو ثواب پہنچایا ہے اس کو ثواب ملے گا۔(غنیہ)

مسئلہ:

جس شخص نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہے اس کے لئے نفلی حج کرنے سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے فرض کا حج بدل کرے۔ حدیث میں ہے جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، اس کو سات حجوں کا ثواب ملے گا۔(غنیہ)

جس نے اپنا حج نہیں کیا، اس سے حج کرانا:

افضل اور بہتر تو سب کے نزدیک یہی ہے کہ حج فرض کا بدل اس شخص سے کرایا جائے جو اپنا حج فرض ادا کرچکا ہو اور جس نے اپنا حج ادا نہیں کیا اگر وہ ایسا ہے کہ اس پر حج فرض ہی نہیں تو اس کا حج بدل کے لئے امر کرنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے، اور اگر اس شخص کے ذمہ خود حج فرض ہے اور وہ ابھی ادا نہیں کیا اس حالت میں دوسرا کوئی اس کو اپنے حج بدل کے لئے بھیجے تو بھیجنے والے کے لئے تو مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے مگر اس حج بدل پر جانے والے کے لئے مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، کیونکہ اس کے ذمہ لازم ہے کہ جب اس کو حج کی سہولت میسر آجائے تو اپنا حج فرض ادا کرے۔(غنیہ)

مسئلہ:

جس شخص پر پہلے سے حج فرض نہیں تھا اگر یہ کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل پر چلا گیا اور اسی کی طرف سے احرام باندھ کر مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو بیت اللہ کے پاس پہنچنے سے اس کے ذمہ اپنا حج فرض نہیں ہوگا، کیونکہ وہ اس حالت میں مکہ مکرمہ پہنچا ہے کہ دوسرے کی طرف سے احرام باندھنے کی بناء پر اپنا حج کرنے پر اس کو قدرت نہیں اور واپسی کے بعد غریب ہونے کی بناء پر دوبارہ جانے کی قدرت نہیں اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اگرچہ اس کے ذمہ پہلے سے حج فرض نہیں تھا مگر بیت اللہ کو دیکھنے سے اس پر حج فرض ہوگیا، اس لئے اس پر لازم ہے کہ سال بھر وہیں ٹھہرے اور اگلے سال اپنا حج کرکے واپس آئے۔(غنیہ)

آج کل چونکہ نہ قیام طویل اختیار میں ہے نہ اس کے وسائل اختیار میں، اس لئے پہلے قول پر عمل کیا جاسکتا ہے بحیثیت دلیل بھی وہ ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

آمر کے وطن سے حج بدل کرنے کا مسئلہ:

جو اوپر شرائط میں مذکور ہے، یہ اس وقت ہے جبکہ وصیت کرنے والے کے کل مال کا ایک تہائی اتنا ہو کہ اس کے وطن سے حج کرایا جاسکے اور اگر تہائی مال میں یہ گنجائش نہ ہو اور وارث تہائی سے زائد خرچ کرنے کے لئے راضی نہیں تو ایک تہائی مال میں جس جگہ سے حج کرایا جاسکتا ہے کرادیا جائے۔(غنیہ، ملاعلیؒ)

مسئلہ:

اسی طرح اگر مرنے والے نے خود اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج بدل کرنے کی وصیت کردی تو وہ اسی جگہ سے حج کرائے۔

☆☆..............☆☆

وفیات

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر مولانا غریب اللہ مدظلہ کے برخوردار مولانا قاری محبوب اللہ مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کا اصلاحی تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے تھا۔ قاری صاحب نے حفظ بھی خانقاہ سراجیہ کندیاں میں مکمل کیا تھا۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کی وفات کے بعد انہوں نے اپنا اصلاحی تعلق شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور ٹیکسلا والوں سے قائم کیا۔ قاری صاحبؒ بلند پائے کے محقق عالم تھے، ساری زندگی درس وتدریس میں صرف کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین مولانا غریب اللہ مدظلہ امیر مجلس ضلع صوابی اور موصوف کے دیگر پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے صاحبزادوں کو ختم نبوت کی عظیم تحریک سے وابستگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ عبدالمالک کے رہنما عبدالباقی علوی کی والدہ محترمہ ۲رمئی ۲۰۱۲ء کو انتقال کرگئیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ سبزہ زار اسکیم لاہور کے امیر مولانا قاری محمد امین عاجز کی والدہ محترمہ یکم مئی ۲۰۱۲ء کو انتقال کرگئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ قاری محمد امین اور ان کے اہل وعیال کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکن اور جامعہ ربانیہ اسٹیشن بھالیکے ضلع شیخوپورہ کے مہتمم مولانا اعجاز احمد مجاہد کے بیٹے محمد احمد ۱۰رمئی ۲۰۱۲ء کو انتقال کرگئے ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور مرکز عائشہ مسجد کے امام ومدرس مولانا قاری محمد صدیق توحیدی پیر فقیر کے چھوٹے بھائی سراج الرحمن کے بیٹے محمد عمر کا ۸رمئی ۲۰۱۲ء کو انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ اسے والدین کے لئے نجات آخرت بنائے اور ، جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانی جماعت کی سالانہ رپورٹ اور اصل حقائق

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانی جماعت ہر سال پاکستان میں قادیانیوں کے حوالے سے ایک سالانہ رپورٹ جاری کرتی ہے۔ یہ رپورٹ آزاد ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کی بجائے قادیانی جماعت کے اپنے ذرائع پر مبنی اعداد وشمار سے تیار کی جاتی ہے اور پھر اسے ملکی اور غیر ملکی میڈیا کو جاری کر دیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ۲۰۱۱ء کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک ایسی ہی رپورٹ منظر عام پر آئی ہے، جسے قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین نے ۲ر مئی ۲۰۱۲ء کو چناب نگر سے جاری کیا ہے۔ رپورٹ کا مکمل متن قادیانیوں کے ترجمان ہفت روزہ ”لاہور“ کی ۵ر مئی ۲۰۱۲ء کی اشاعت میں شامل کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں گزشتہ سال کے دوران پاکستان میں حکومت اور پاکستانی مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانیوں کے ساتھ ”ناروا سلوک“ ظلم وستم اور قادیانیوں کے خلاف ”نفرت و تشدد“ کی کھلے عام تشہیر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

رپورٹ میں ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو امتیازی قانون اور اسے پاکستان کے آئین کی روح کے منافی قرار دیتے ہوئے اس قانون کو احمدیوں کے تمام حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران قادیانیوں پر قاتلانہ حملے، قتل اور قادیانیوں کو تشدد کا نشانہ بنانے کے اعداد وشمار بھی اس مختصر رپورٹ کے اہم مندرجات ہیں۔

یہ رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ قادیانیوں کو پاکستان کے ”امتیازی قوانین“ کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے اور وہ اس کی بنیاد ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق کے جاری کردہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو بتاتے ہیں جسے بعد میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے منظور کر کے قانون کا درجہ دے دیا تھا۔ اس قانون کے تحت قادیانی اسلامی شعائر کے استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کوئی قادیانی مرزا قادیانی کے جانشینوں یا ساتھیوں کو ”امیر المومنین“ یا ”صحابہ“ یا اس کی بیوی کو ”ام المومنین“ یا اس کے خاندان کے افراد کو ”اہل بیت“ یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کو ”اسلام“ نہیں کہہ سکتا، اپنے عقیدے کی تبلیغ نہیں کر سکتا اور اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

جب تک کوئی بھی فرد اس قانون کی منظوری کے پس منظر اور اس کے اصل محرکات سے واقف نہ ہو اس وقت تک وہ قادیانیوں کے یکطرفہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس قانون کو امتیازی اور متعصبانہ قانون کے مترادف سمجھے گا۔ اس قانون کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے ماضی کے اوراق پلٹنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ قادیانی گروہ ہی ہے کہ جس نے ابتدا میں ہی اپنے آپ کو امت مسلمہ سے الگ کر لیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب ۱۹۰۱ء میں ”نبوت“ کا دعویٰ کیا تو گویا اس نے اپنے اس دعوے کے ساتھ ہی اپنے پیروکاروں کو امت مسلمہ کے مجموعی دھارے (Main Stream) سے الگ کر لیا تھا، کیونکہ علامہ اقبال کے بقول نیا نبی تسلیم کر لینے سے امت بھی بدل جاتی ہے۔ اس لئے قادیانی اسلام کے دائرے سے خود ہی نکل گئے۔ دراصل ختم نبوت اسلام کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا تھا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا تھا کہ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کو قتل کر دیا جائے۔ اسی کے پیش نظر مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی کی تھی اور مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا گیا تھا۔

مرزا قادیانی نے آگے چل کر مسلمانوں اور قادیانیوں میں مزید حد فاصل کھینچ دی اور اپنے ماننے والوں کو یعنی قادیانیوں کے سوا تمام لوگوں یعنی مسلمانوں کو نہ صرف کافر بلکہ اولاد الزنا کے القابات دیئے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے مرزا کی کتاب (آئینہ کمالات ص:۵۴۸، روحانی خزائن ج:۵، ص:۵۴۸) علامہ محمد اقبال نے اپنے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ:

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ مومن پارینہ ہے کافر

تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے بعد مسلمانوں سے میل جول رکھنے، رشتہ ناطے کرنے، مسلمانوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے اور ان کے جنازے، چاہے وہ معصوم بچوں کے ہی کیوں نہ ہوں، پڑھنے سے قادیانیوں کو روک دیا گیا، جو ان کا مسلمانوں سے اپنی راہیں الگ کرنے کا ابتدائیہ تھا۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی قادیانی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور دھڑلے سے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلانے پر مصر رہے اور اسلامی شعائر کو بے دریغ استعمال کرنے اور اپنی تبلیغ کرنے اور ارتداد پھیلانے سے نہ رکے تو مسلمانوں نے ان کی اس فریب دہی اور دھوکے بازی کو ظاہر کرنے کے لئے مجلس احرار اسلام کی قیادت میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کردیا اور امت مسلمہ پر ان کے اسلام سے متصادم عقائد ونظریات آشکارا کرکے یہ حقیقت عیاں کردی کہ قادیانی امت مسلمہ کا ایک فرقہ نہیں، بلکہ وہ ایک الگ مذہب کے حامل اور قادیانی امت ہیں۔

قادیانی مسلمان بن کر عالم اسلام کو دھوکے میں مبتلا کئے ہوئے تھے اور بالخصوص پاکستان ان کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ اس لئے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبے کی تکمیل پہلے ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں ہوئی۔ جب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی توثیق کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور پھر ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکنے کے احکامات جاری کردیئے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کے زریں دستوری فیصلے تھے کہ جن کے اثرات پوری دنیا پر پڑے اور ہر خطے میں قادیانیوں کا تشخص واضح ہوگیا، یہ عجیب بات ہے کہ قادیانیوں نے خود کو امت مسلمہ سے الگ کرکے اپنی علیحدہ حیثیت خود متعین کی اور جب ان کی اس حیثیت کو پاکستان کے دستور میں طے کردیا گیا تو اب وہ اسے تسلیم کرنے کی بجائے اس دستوری حیثیت کو امتیازی قانون سے تعبیر کرکے اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈرامہ رچاتے ہیں۔ اگر قادیانی اپنی دستوری حیثیت کو مان لیں تو وہ اقلیتوں کو حاصل تمام سہولتوں اور حقوق سے نفع اٹھا سکتے ہیں اور امن وامان کے مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

محولہ بالا رپورٹ میں مسلمانوں کے قادیانیوں پر ”مظالم“ کا تذکرہ بڑی شدومد سے کیا گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رپورٹ میں حقیقت کے اظہار سے زیادہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور بالفرض اس کو مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ حقیقت اپنی جگہ پر بدستور باقی رہتی ہے کہ قادیانیوں کو درپیش مسائل کی بنیادی وجہ خود قادیانی ہی ہیں۔ اگر وہ اپنی دستوری حیثیت تک محدود رہتے تو انہیں کبھی مسلمانوں سے شکایت پیدا نہ ہوتی۔ مسلمانوں نے تو اب تک ان کے ساتھ رواداری کی انتہا کی ہے، لیکن اس کے برعکس قادیانی جماعت شروع سے ہی دہشت گردانہ پالیسی پر شدت سے کاربند رہتی چلی آرہی ہے۔ مرزا قادیانی کے جانشین مرزا بشیر الدین کا دور بدترین دہشت گردی میں ملوث رہا۔ اس کے زمانہ میں قادیان کے مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں پر بے پناہ مظالم توڑے گئے اور یہ شدت پسندی صرف ان غیر مذاہب تک ہی محدود نہ رہی، بلکہ خود قادیانی بھی اس انتقامی پالیسی کا شکار ہوئے۔ عبدالکریم مباہلہ، مظہر الدین ملتانی اور عبدالرحمن مصری جیسے مخلص قادیانی اپنی جماعت کے قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے۔ قادیانیوں کے ایک رہنما محمد علی (لاہوری) نے مرزا بشیر الدین سے اختلاف کی جسارت کی تو اسے اپنے ساتھیوں سمیت قادیان بدر ہوکر لاہور میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں نے فوجی وردیاں پہن کر ختم نبوت کے پروانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کردیئے تھے اور وہ بھی قادیانی ہی تھے، جنہوں نے ۱۹۷۴ء میں ربوہ (چناب نگر) سے گزرنے والی ٹرین پر حملہ کرکے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے درجنوں طلبا کو زدوکوب کرکے زخمی کردیا تھا اور یہی خونچکاں واقعہ تحریک ختم نبوت کی اساس بن گیا تھا۔

قادیانی ترجمان سلیم الدین نے ۲۰۱۱ء میں قادیانیوں پر ہونے والے ”مظالم“ کی دہائی دی ہے، لیکن انہیں چناب نگر کے مسلمان صحافی رانا ابرار شہید کا چناب نگر کے بازار میں ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو دن دہاڑے مظلومانہ قتل یاد نہ رہا اور وہ اس شہید صحافی کا ذکر کرتے بھی کیسے، کیونکہ رانا ابرار قادیانی جماعت کے چناب نگر میں قائم متوازی عدالتی نظام اور بلوچستان میں قادیانی شہر بسانے کے منصوبوں کے حوالے سے قادیانی سازشوں کو دلیری سے میڈیا میں بے نقاب کررہے تھے۔ اسی اثنا میں قادیانیوں کے مظالم سے تنگ آکر خود قادیانی عوام بھی چناب نگر کے ایک قادیانی احمد یوسف کی قیادت میں بغاوت پر اتر آئے، چونکہ چناب نگر میں قادیانیوں نے ریاست کے اندر ریاست بنا رکھی ہے، اس لئے انہوں نے تمام سرکاری محکموں کی طرح اپنے محکمہ جات قائم کئے ہوئے ہیں، جن میں سے ایک سرکاری عدالتوں کے متوازی قادیانی عدالتوں کا نظام بھی ہے۔ چوہدری احمد یوسف ان دیگر اہم انکشاف انگیز معلومات سمیت قادیانی متوازی عدالتوں کے بارے میں اہم خبریں رانا ابرار شہید کے ذریعے میڈیا تک پہنچا رہا تھا، جس سے قادیانیوں کے قصر خلافت میں بھونچال آیا ہوا تھا، جب رانا ابرار کو راستے سے ہٹا دیا گیا تو پھر احمد یوسف کو بھی ۱۴ اور ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء کی درمیانی رات کو قادیانیوں نے ٹھکانے لگادیا۔

احمد یوسف نے زندگی میں ہی قادیانی جماعت کے ذمہ داران کو اپنا قاتل نامزد کردیا تھا جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ چوہدری احمد یوسف کی بیٹی نجمہ نے ایک ویب سائٹ ”احمدی آرگ“ پر اپنے انٹرویو میں احمد یوسف کے قتل کا ذمہ دار قادیانی جماعت کے ترجمان سلیم الدین اور میجر سعدی کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ

ان کے والد کے قتل کو چھپانے کی خاطر واردات کے بارے میں پولیس کو معلومات فراہم کرنے والے ماسٹر عبدالقدوس (قادیانی) کو بھی ماردیا گیا ہے۔اسی طرح ۲۰ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو ضلع گجرات کے قصبہ گوٹیکی میں مسلح قادیانیوں نے تحریک ختم نبوت کے ایک متحرک کارکن ماسٹر سرفراز احمد سندھو کو شہید کیا۔ایسی ہی دہشت گردانہ کارروائیاں قادیانی کھلم کھلا کررہے ہیں اور الزامات مسلمانوں کے سرمنڈھ رہے ہیں، جب تک ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں مسلمانوں کے حقوق کی پامالی اور قادیانیوں کی دہشت گردانہ کارروائیوں کی سالانہ رپورٹ مرتب کرکے پاکستانی اور بین الاقوامی پریس کو جاری کرنے کا اہتمام نہیں کرتیں، حقائق کبھی منظر عام پر نہ آسکیں گے اور قادیانیوں کے یکطرفہ اور جانبدارانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر عالمی سطح پر پاکستان میں نام نہاد انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پرمبنی رپورٹیں شائع ہوتی رہیں گی اور پاکستان کا امیج دنیا میں دھندلایا جاتا رہے گا۔

(روزنامہ اسلام ۲۱رمئی ۲۰۱۲ء)

آئندہ الیکشن میں مسلمان کسی قادیانی یا قادیانیت نواز کو ووٹ نہ دیں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس کوئٹہ میں علماء ختم نبوت کی اپیل

کوئٹہ (رپورٹ: مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام کوئٹہ میں ۱۱رمئی ۲۰۱۲ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ملک کے نامور علماء کرام نے شرکت کی کانفرنس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا منظور احمد مینگل، مولانا عبدالواحد، مولانا عبداللہ منیر، مولانا عبدالرحیم رحیمی، شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی، شیخ الحدیث مولانا سید عبدالستار شاہ اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔علماء کرام نے کہا کہ وطن عزیز ان دنوں کئی قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں کا شکار ہے اور امت مسلمہ فتنوں میں گھری ہوئی ہے، منکرین ختم نبوت یعنی قادیانی گروہ پس منظر میں رہ کر اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف کئی قسم کی خطرناک سازشوں میں مصروف عمل ہے۔قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔قیام ملک کے بعد قادیانیوں نے ملک کے اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاری شروع کردی۔ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا عندیہ دینے لگے، تمام مکاتب فکر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ایک اکائی بن گئے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرزا ناصر ملعون کو للکارا، اس صورت حال کے پیش نظر تمام مکاتب فکر کو متحد کیا اور تحریک چلائی، مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس وقت کی حکومت نے مطالبات ماننے کی بجائے تحریک ختم نبوت کو ریاستی تشدد سے کچل دیا اور کم وبیش دس ہزار نہتے مسلمانوں کے مقدس خون سے لاہور اور دیگر شہروں کی سڑکوں کو سرخ کیا گیا، وقتی طور پر تحریک دب گئی، آخرکار ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی تیرہ دن کی بحث کے بعد لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔لوئر کورٹس سے لے کر اپر کورٹس تک تمام عدالتوں نے قادیانیوں کو قانون کا پابند بنانے کے لئے احکامات اور فیصلے صادر کئے، کئی دیگر ممالک کی اعلیٰ عدالتوں نے قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے سے قانوناً روک دیا گیا، لیکن قادیانی آئینی و عدالتی فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان اور پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ: ”قادیانی ملک اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔“ ذوالفقار علی بھٹو نے اڈیالہ جیل میں آخری ایام اسیری کے دوران کہا تھا کہ: ”یہ لوگ یعنی قادیانی! چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکا میں حاصل ہے، یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔“ علماء نے کہا کہ قادیانی سیاسی و معاشرتی لحاظ سے پوری دنیا میں امت مسلمہ کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور سیاسی انارکی کے پس منظر میں بھی یہ گروہ کام کررہا ہے۔حزب اقتدار اور حزب مخالف کی پالیسیوں پر بھی بعض اوقات غیر محسوس انداز میں قادیانی اثر انداز ہوتے ہیں۔بین الاقوامی سطح پر قادیانی لابنگ کرکے پاکستان کی مشکلات میں اضافے کا موجب بنتے ہیں، بین الاقوامی قوتیں اور لابیاں تیزی کے ساتھ پاکستان میں اپنی مداخلت بلکہ تسلط بڑھاکر ہماری نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے لئے خطرات پیدا کررہی ہیں۔

مقررین نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ قانون ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قانون کو ختم کرانے کے لئے مہم جاری ہے لیکن مسلمان جتنا بھی کمزور ہوجائے وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختم نبوت کے ساتھ اپنی وابستگی سے دستبردار نہیں ہوسکتا۔تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور بڑھتی ہوئی قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔انہوں نے سامعین پر زور دے کر کہا کہ آپ جہاں بھی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔علماء نے مزید کہا کہ مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تیار ہوجائیں کہ آئندہ الیکشن میں کسی قادیانی یا قادیانی نواز کو ووٹ نہ دیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے برملا اعلان کیا کہ آئندہ الیکشن میں ملک کی ہر صوبائی اور قومی نشست میں قادیانی یا قادیانی نواز امیدواروں کے خلاف تحریک چلائی جائے گی، اس لئے سیاسی پارٹیاں اپنی صفوں میں سے قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو باہر نکال دیں۔

کامیاب زندگی کے چند اصول

محمد زید یوسف گاڈٹ

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ قسم کھائی اور فرمایا جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کو کہا جائے گا سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کو کہا کہ آٹھ قسم کے گناہگاروں کو تیرے اندر جانے نہیں دوں گا: شرابی، زناکار، دیوث، عوان، مخنث، قاطع رحم، وعدہ خلاف، بے نمازی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اے خداوند قدوس! تو سب سے زیادہ کس پر ناراض ہوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان [illegible]، جس کی آنکھوں میں حیا نہ ہو، جس کے ہاتھ بخیل ہوں اور جو بداخلاق ہو۔

جنت نے گفتگو کی اور کہا کہ میں بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔

جنھوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائیں گے۔ (القرآن)

جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تحقیق اس نے کفر کیا۔ (الحدیث)

بے نمازی کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔ (الحدیث)

بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہ دیا جائے گا۔ (الحدیث)

بے نمازی کی دعا قبول نہ ہوگی۔ (الحدیث)

بے نمازی جب مرے گا ذلیل ہو کر مرے گا۔

بے نمازی کی قبر تنگ کردی جائے گی اور آخرت میں بڑی سختی سے حساب لیا جائے گا۔ (الحدیث)

ترک نماز کفر ہے۔ (امام احمد بن حنبلؒ)

بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ (سلطان باہوؒ)

مندرجہ بالا آٹھ چیزوں کو غور سے پڑھیں اور پھر اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ کیا آپ کے اعمال اس قابل ہیں کہ آپ کو جنت میں جانے کی کوئی امید ہو سکے؟ آپ کا ضمیر اگر آپ کو جنت میں جانے کی تسلی دیتا ہے تو پھر آپ ضرور جنت میں جائیں گے، لیکن اگر آپ کے اعمال تسلی بخش نہیں ہیں تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کریں [illegible] دوزخ کی؟ آپ ایک لمحہ کے لئے بھی دوزخ کی آگ برداشت نہیں کر سکتے تو پھر آپ کو کب ہوش آئے گا؟ آپ خیال کرتے ہوں گے ابھی تو عیش کرلیں بعد میں توبہ کرلیں گے، یہ صرف شیطان کا ایک دھوکا ہے، موت تو چپکے سے بھی آسکتی ہے، جیسا کہ آج کل اکثر دل کا دورہ پڑتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے چند منٹوں میں انسان کی روح نکل جاتی ہے اور توبہ کا موقع ہی نہیں ملتا۔ انسان نفسانی خواہشات کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو جاتا ہے، حالانکہ نفس پر قابو پانے والے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص گناہ کبیرہ کرنے لئے تیار ہو وہ اللہ کے خوف سے ایسا کرنے سے رک جائے تو اس شخص کا ٹھکانا جنت ہے، لیکن اگر اس نے نفسانی خواہش کو پورا کیا، شراب نوشی اور زنا جیسے گناہ اس سے سرزد ہوئے اور اچانک اس کی موت آگئی تو قیامت کے دن اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

موت تو کسی وقت بھی آسکتی ہے، ہماری قبر ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ ہم مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ مرنے والے خویش و اقارب قبر میں دفن کرکے اپنے گھروں کی طرف جاتے ہیں تو فوراً ہی قبر میں منکر اور نکیر دو فرشتے آجاتے ہیں اور وہ مردہ میں دوبارہ روح ڈالتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ''من ربک''... تمہارا رب کون ہے؟... ''ما دینک''... تمہارا دین کیا ہے؟... یہ جو سامنے ہستی نظر آرہی ہے کون ہیں؟ یاد رہے وہی جواب دے سکیں گے جو اپنی زندگی میں اللہ اور قبر کے عذاب سے ڈرتے ہوں گے، اگر ہم قبر کے امتحان میں فیل ہوگئے تو پھر قیامت کے دن بھی ہماری ہار ہوگی۔ معلوم نہیں ہم شیطان کے بہکانے میں کیوں آجاتے ہیں، وہ اس لئے کہ شیطان ہمارے سامنے کھڑا رہتا ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے ہم وہی کر جاتے ہیں۔ اس وقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ہمیں نہیں دیکھ رہا ہے، حالانکہ اللہ ہمارے سامنے ہوتا ہے اور ہماری ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور ایک ایک لفظ کو سن رہا ہوتا ہے، لیکن ہماری نظریں نفس اور شیطان کو دیکھ رہی ہوتی

ہیں اور اس وقت خدا کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا۔

اگر آپ جنت میں جانا چاہتے ہیں تو خدارا! ابھی اور اسی وقت پچھلے تمام گناہوں کی معافی مانگیں توبہ کریں اور فوراً نیک اعمال شروع کر دیں۔

☆ سب سے پہلے پنجوقتہ نماز کی پابندی کریں۔ ریاکاری اور غیبت سے بچیں، زبان سے صرف اچھی باتیں کہیں، بری باتوں سے زبان کو بچائیں۔

☆ اور اگر آپ سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں ملازم ہیں اور ایسی ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں، جس جگہ آپ کو رشوت لینی پڑتی ہے، خواہ کسی بھی وجہ سے تو آج ہی سے رشوت لینا چھوڑ دیں، کیونکہ کل قیامت کے دن اللہ کو رشوت دے کر سزا سے اپنے آپ کو چھڑا نہ سکیں گے، آپ کہیں کہ رشوت کے بغیر گزارا نہیں تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی سزا کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہے اور مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے، نہ عورتیں نامحرم مرد کو دیکھیں، نہ مرد نامحرم عورتوں کو دیکھیں۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے شریعت میں کوئی ردوبدل نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت بھی وہی ہے اور اس کا طریقہ بھی وہی ہے۔ اگر آپ کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہے تو خدارا خدا کے غصہ کو مت بھڑکاؤ، اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اے مسلمان تو اپنے پرانے فیشن اور طریقہ پر پھر سے آجا، اپنے جوارح کو اس طرح استعمال کریں کہ دایاں فرشتہ آپ کی مصروفیت لکھے اور بایاں فرشتہ کچھ نہ لکھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ قیامت کے دن نیکیاں اور گناہ سب گنے جائیں گے، اگر کسی کی ایک بھی نیکی زیادہ ہوئی تو وہ انشاء اللہ جنت میں جائے گا اور اگر خدانخواستہ کوئی گناہ زیادہ ہوا تو اس کی سزا بھی بھگتنی ہوگی، اس لئے اللہ والے کہتے ہیں جب کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً خدا سے استغفار کرلیا کرو تا کہ دنیا میں ہی معاف ہوجائے اور آخرت میں وبال نہ ہو۔

ان تمام بیماریوں کا علاج یہی ہے کہ ہم اللہ والوں کے پاس بیٹھیں اور اس جگہ جہاں ہر وقت اللہ و رسول کے تذکرے ہوتے ہوں، اس کے علاوہ جب بھی وقت ملے کم از کم قرآن پاک ضرور پڑھا کریں اگر زیادہ وقت نہیں تو پھر ہم کم از کم چار رکوع ضرور تلاوت کرلیں، اگر آپ تہجد کے عادی ہیں تو تہجد کے وقت اللہ سے باتیں کریں اور اپنے لئے دعا کریں، کیونکہ اللہ اس وقت اعلان فرماتا ہے: "ہے کوئی جو طلب کرے، میں اس کو عطا کروں۔" پھر اللہ کی قدرت آپ خود بخود دیکھیں گے، اپنے آپ کو پہچانیں ۲۴ گھنٹے میں کم از کم دو رکعت نماز اس طریقے سے پڑھیں دنیا کی تمام چیزوں کو بھول جائیں اور اللہ کی طرف پورا دھیان لگائیں اور اپنے آپ کو بھی بھول جائیں۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ آٹھ کام ایسے ہیں کہ اگر ان کو گناہ کے بعد کرلیا جائے تو یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، توبہ یا توبہ کا قصد، اس بات کا عزم کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا، گناہ کے سبب عذاب کا خوف ہو، معافی کی امید ہو، دو رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھے، ستر بار استغفار پڑھے، سو بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے، صدقہ دے جس قدر ہوسکے، ایک دن کا روزہ رکھے اور بری صحبت چھوڑ دے گناہوں سے بچنے کے لئے ہمیشہ اللہ کا خوف دل میں رہنا چاہئے، دل سے توبہ کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھیں۔ اے مسلمانو! توبہ کرلو، اس سے پہلے کہ توبہ کا وقت ختم ہوجائے۔

حضرت بکر عبداللہ مزنیؒ سے مروی ہے کہ توبہ کا وقت بہت دراز ہوتا ہے، جب ملک الموت نظر آنے لگے تو توبہ کا وقت ختم ہوجاتا اور بندہ بھی دنیا سے بے خبر ہوجاتا ہے۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ بیان کیا، بنی اسرائیل میں ایک بڑا گناہگار شخص تھا، اس نے ستانوے انسانوں کا قتل کیا، جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ راہب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے کہا: اے راہب! میں نے کوئی برائی نہیں چھوڑی، یہاں تک کہ ستانوے انسانوں کو ناحق قتل کیا، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی راہ نکل سکتی ہے اور توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا: اب معافی کی کوئی صورت نہیں، یہ سن کر وہ شخص مایوس ہوگیا، اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا، اسی طرح دوسرے کے پاس پہنچا، اس کو تمام برائیاں بتائیں اور توبہ کی صورت دریافت کی تو راہب نے نفی میں سر ہلا دیا، چنانچہ اس نے مایوسی کی حالت میں اس کو بھی قتل کر دیا، پھر وہ تیسرے راہب کے پاس پہنچا اور اس سے دریافت کیا تو اس نے بھی وہی جواب دیا، یہ سن کر اس نے اس کو بھی قتل کر دیا، اب مقتولین کی تعداد سو ہوگئی، اب وہ چوتھے راہب کے پاس پہنچا اس سے بھی وہی دریافت کیا تو اس نے کہا تو اب توبہ کر اور پھر اپنے اعمال درست کرنے کے لئے فلاں مقام پر جا کر وہاں کے عابدوں کے ساتھ اللہ کی عبادت کر، راہب کی بات سن کر اس کی امید بندھی، اس نے توبہ کرکے اس جگہ کی راہ لی، جب وہ درمیانے راستے تک پہنچا تو اللہ نے حکم دیا اس کی روح راستے میں ہی قبض کرلی گئی، اس کے مرتے ہی عذاب اور رحمت کے فرشتے اس کو اٹھانے کے لئے جھگڑنے لگے، اچانک ایک تیسرا فرشتہ آیا اور اس نے کہا: یہ شخص جہاں سے چلا تھا اور جس گاؤں کی طرف جا رہا ہے اس کو ناپو، اگر یہ توابین کے گاؤں سے زیادہ قریب ہے تو اس کو توابین میں شمار کرو، ورنہ گناہگاروں میں، چنانچہ جب فاصلے کی پیمائش کی گئی تو ایک بالشت توابین کے گاؤں کے زیادہ قریب تھا تو اسے بخش دیا گیا اور رحمت کے فرشتوں نے اسے اٹھالیا۔☆☆

ماہِ رجب میں ہونے والی بدعات

ایک تحقیقی جائزہ

مفتی محمد راشد ڈسکوی

رتبے کے اعتبار سے عبادات کی دو قسمیں:

کتبِ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جتنی بھی عبادات سرانجام دیتا ہے، ان کی اللہ رب العزت کے ہاں مرتبے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، ایک: جو مکان کے بدلنے کے ساتھ مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں، دوسری: جو زمانے کے بدلنے سے مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں:

پہلی قسم کی مثال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص کا اپنے گھر میں اکیلے نماز ادا کرنا ایک نماز کے برابر اجر رکھتا ہے اور محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور جامع مسجد میں نماز ادا کرنا پانچ سو نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنا پچیس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۷۰۰۸، دار الحرمین، بیروت)

اسی طرح حضرت سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کر کے مسجدِ قباء میں آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اس کے لئے ایک عمرہ ادا کرنے کے برابر اجر لکھا جاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاۃ فی مسجد قباء، رقم الحدیث: ۱۴۱۲، دار احیاء الکتب العربیہ)

ان دونوں مثالوں میں دیکھیں کہ مکان بدلا، جگہ بدلی تو عبادت کی قیمت بھی بدلتی گئی، ایک ہی نماز ہے، لیکن اس کا اجر، جگہ کے بدلنے سے کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔

دوسری قسم کی مثال:

ایک شخص کسی بھی عام دن میں روزہ رکھے تو اسے ایک روزے کا اجر ملے گا، لیکن رمضان کا ایک روزہ اتنا اجر رکھتا ہے کہ ساری زندگی روزے رکھنے کا اتنا اجر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کچھ دوسرے ایام ہیں

کونڈوں کی اصل حقیقت

حضرت جعفر صادقؒ کے نام کی ۲۲/ رجب المرجب کو جو کونڈوں کی رسم رائج ہے، یہ محض بدعت اور بے اصل ہے، چنانچہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ اپنے مشہور ماہنامہ ''النجم'' لکھنو کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ:

''ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جا رہا ہے، یہ رسم بد کونڈوں کے نام سے مشہور ہے، اس کے متعلق ایک فتویٰ بصورت اشتہار تین سال لکھنو میں شائع ہوتا رہا۔'' (بحوالہ ۲۲/ رجب المرجب کے کونڈوں کی حقیقت، ص:۵)

اس بدعت قبیحہ کے خلاف پاک و ہند کے مفتیان کرام کے فتویٰ شائع ہو چکے ہیں، لہٰذا اس بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا اہل اسلام کا فرض ہے۔ یہ بدعت قبیحہ ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور یو پی میں امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے گویا رام پور روہیل کھنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی خاندان ہی کی بدولت ہوا اور اس کا موجد اول نواب حامد علی خان والی رام پور جو کہ مذہباً شیعہ تھا، اس کا کوئی منظور نظر تھا، مجلس کا نام غالباً قصداً صیغہ راز میں رکھا گیا ہے.... ماہنامہ النجم کی تحقیق کے مطابق لکھنو اور نواح لکھنو میں تقریباً نصف صدی پیشتر شروع ہو کر صوبجات متحدہ آگرہ اور اس کے توہم زدہ اعتقادی طبقوں میں پھیلتا گیا، وہیں سے بعض دیگر مقامات بمبئی وغیرہ میں رواج پذیر ہوا۔

کیا ۲۲/ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پیدا یا فوت ہوئے؟

۲۲/ رجب کو حضرت جعفر صادقؒ کے کونڈے پکائے جاتے ہیں، حالانکہ نہ حضرت جعفر صادقؒ ۲۲/ رجب کو پیدا ہوئے اور نہ ہی اس تاریخ کو فوت ہوئے بلکہ ان کی پیدائش ۱۷/ ربیع الاول ۸۰ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات ۱۵/ شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی، مزید آپ حضرات کی تسلی کے لئے شیعہ کتب کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۷/ ربیع الاول ۸۳ھ مطابق ۷۰۲ء یوم دوشنبہ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (ارشاد مفید فارسی، ص: ۴۱۳، اعلام الوریٰ ص: ۱۵۹، جامع عباس، ص: ۶۰) اور اسی طرح دیگر کتب شیعہ شاہد ہیں جیسا کہ احتجاج طبرسی وجلاء العیون وکشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ وغیرہ وغیرہ میں مذکور ہے۔

وفات حضرت جعفر صادق پر علماء فریقین کا اتفاق ہے کہ بتاریخ ۱۵ شوال ۱۴۸ھ بعمر ۶۰ سال آپ نے اس دار فانی سے بطرف ملک جاودانی رحلت فرمائی۔

جن میں روزے کا اجر بدلتا جاتا ہے، مثلاً: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹ ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اس ایک دن کا روزہ رکھنا اس شخص کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۱۶۲، بیت الافکار)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس دن کا روزہ موجودہ گزرنے والے سال اور آنے والے سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر: ۵۰۸۹، مکتبۃ العلوم والحکم)۔

اسی طرح ۹ اور ۱۰ محرم کا روزہ بھی ایک سال گزشتہ کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، رقم:۱۱۶۲، بیت الافکار)

اس کے علاوہ کسی بھی نفل عمل کے بارے میں دیکھیں کہ عام دنوں میں اس کا ایک ہی اجر ہے، لیکن یہی نفل عمل رمضان المبارک میں فرائض کے برابر حصول اجر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دن میں ادا کی گئی نفل نماز اور رات کے وقت ادا کی گئی نفل نماز (نماز تہجد) کے اجر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نماز تہجد کو حدیث پاک میں "افضل الصلاۃ بعد الفریضۃ" کہا گیا ہے، (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۶۳، بیت الافکار)، اور پھر صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ عام راتوں میں ادا کی گئی نفل نمازیں ایک طرف اور لیلۃ القدر کی ایک رات میں ادا کی گئی نفل نماز دوسری طرف... دونوں کے اجر میں مشرق و مغرب کا فرق ہے، اس کے بارے میں تو فرمایا گیا کہ: "لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔"

مندرجہ بالا مثالوں سے بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ زمانے کے بدلنے سے اللہ کے ہاں عبادات کا بھی رتبہ بدل جاتا ہے، لیکن اس جگہ ایک بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مختلف زمانوں میں جن جن عبادات سے متعلق اجر وثواب کی زیادتی بتلائی گئی ہے، وہ سب کی سب "منزّل من اللّٰہ" ہیں، ان کے اجر وثواب کی زیادتی کی خبر بذریعہ وحی بزبان نبوت معلوم ہوئی ہے، انسان خود اپنی چاہت سے، اپنی سوچ سے، کسی خاص دن میں، کسی خاص عبادت کا الگ سے کوئی اجر مقرر نہیں کرسکتا۔

رجب کا مہینہ

چنانچہ سال کے خاص مہینوں میں ایک خاص مہینہ ''رجب المرجب'' بھی ہے، اس مہینے کی سب سے پہلی خصوصیت اس مہینے کا ''اشہر حرم'' میں سے ہونا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع أرضین، رقم الحدیث: ۳۱۹۷، دار طوق النجاۃ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ملت ابراہیمی میں یہ چار مہینے ادب واحترام کے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کو برقرار رکھا اور مشرکین عرب نے جو اس میں تحریف کی تھی اس کی نفی فرما دی۔'' (معارف القرآن للکاندھلوی: ۳/۳۳۱، بحوالہ حاشیہ سنن ابن ماجہ، ص: ۱۲۵)

رجب کی پہلی رات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب

(ارشاد مفید، ص: ۳۱۳، اعلام الوریٰ، ص: ۱۵۹، نور الابصار، ص: ۱۳۲، مطالب السئول، ص: ۲۲۷) یوم وفات دوشنبہ تھا۔ علامہ ابن حجر ابن جوزیؒ، علامہ ابن طلحہ شافعی رقم طراز ہیں کہ مات مسموما ایام المنصور، آپ منصورؒ کے زمانہ میں بسبب زہر فوت ہوئے۔

اصل بات یہ ہے کہ ۲۲/ رجب المرجب ۶۰ھ کو حضرت امیر معاویہؓ نے وفات پائی۔ (دیکھئے البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ص: ۱۱۹، ج: ۸، تاریخ طبری و تاریخ الخلفاء وغیرہ)

چنانچہ ان کی وفات حسرت آیات پر دشمنان صحابہ کرامؓ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کونڈے پکائے اور اس طرح حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ بغض کو ظاہر کیا اور پھر اس عمل کو اس طرح مخفی رکھا کہ کونڈے مکان کے اندر کھائے جائیں اور باہر نہ نکالے جائیں اور بظاہر نام حضرت جعفرؒ کے کونڈوں کا لیا، یہ صرف حکومت وقت کے خوف سے کیا گیا بعد میں جب کہ اسلامی حکومت ختم ہوگئی تو دشمنان صحابہ کرامؓ نے اس رسم بد کو حضرت جعفر صادق کے کونڈوں کے نام پر سنہری کیپسول میں بھر کر سنیوں کے حوالے کر دیا۔ اب ہمارے سنی بھائی دشمنان صحابہ کرامؓ سے بڑھ چڑھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور خوب کونڈے پکا کر کھاتے ہیں اور منع کرنے والوں کو طرح طرح کے الزامات سے نوازتے ہیں۔

بھائیو! اگر دشمنان صحابہ کرامؓ ۲۲/ رجب المرجب کو حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر خوشی کا اظہار کرکے حلوہ پوری پکا کر کھاتے ہیں اور اس کا نام امام جعفرؒ کے کونڈے رکھتے ہیں تو ان پر گلہ نہیں۔ اس لئے کہ شروع دن سے ہی حضرت امیر معاویہؓ کے دشمن ہیں لیکن کم از کم تمہیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور اس رسم بد میں شامل ہو کر حضرت امیر معاویہ کے ساتھ دشمنی کا ثبوت نہیں دینا چاہئے۔

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان احکام شریعت، ج: ۱، ص: ۶۸، ۶۹ میں رقم طراز ہیں:

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح قاضی عیاض'' میں فرماتے ہیں:

''ومن یکون یطعن فی معاویۃ فذاک کلب من کلاب الھاویۃ۔''

ترجمہ: ''جو شخص حضرت معاویہؓ پر طعن کرے، وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔'' (چہ جائیکہ ان کے یوم وفات ۲۲/ رجب کو ان کی موت کی خوشی میں کونڈے کرے)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینہ کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اللّٰھم بارک لنا فی رجب وشعبان و بلّغنا رمضان" (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجمعۃ، الفصل الثالث، رقم الحدیث:۱۳۶۹، دارالکتب العلمیہ)

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچادے۔"

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"یعنی ان مہینوں میں ہماری طاعت و عبادت میں برکت عطا فرما، اور ہماری عمر لمبی کر کے رمضان تک پہنچا، تاکہ رمضان کے اعمال روزہ اور تراویح وغیرہ کی سعادت حاصل کریں۔" (مرقاۃ المفاتیح:۳/۲۱۸، دارالکتب العلمیہ)

ماہِ رجب کے چاند کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے، اسی کے ساتھ بعض روایات سے اس رات میں قبولیتِ دعا کا بھی پتہ چلتا ہے، جیسا کہ "مصنف عبدالرزاق" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی، وہ شبِ جمعہ، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحی کی رات ہے۔" (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث:۷۹۲۷، ۴/۳۱۷، المجلس العلمی)

ماہِ رجب میں روزے:

رجب میں روزے رکھنے سے متعلق الگ سے کوئی خاص فضائل منقول نہیں ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک کتاب "تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب" لکھی، جس میں انہوں نے بہت سی اُن احادیث کو جمع کر کے ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کیا، جو فضائل رجب سے متعلق نہایت ضعیف یا موضوع تھیں، آپؒ نے فرمایا کہ: ماہِ رجب میں خاص رجب کی وجہ سے کسی روزے کی مخصوص فضیلت صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ (تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب، مقدمہ، ص:۱۱)

البتہ روزہ خود ایک نیک عمل ہے اور پھر رجب کا "اشہرِ حرم" میں سے ہونا، تو یہ دونوں مل کے عام دنوں سے زائد حصولِ اجر کا باعث بن جاتے ہیں، لہٰذا اس مہینے میں کسی بھی دن کسی خاص متعین اجر کے اعتقاد کے بغیر روزہ رکھنا یقیناً مستحب اور حصولِ خیر کا ذریعہ ہوگا۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے (امداد الفتاویٰ:۲/۸۵ میں) ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: "..........دوسری حیثیت رجب میں صرف "شہرِ حرام" ہونے کی ہے، جو اس (رجب) میں اور بقیہ اشہرِ حُرم میں مشترک ہے، پہلی حیثیت سے قطع نظر صرف اس دوسری حیثیت سے اس میں روزہ رکھنے کو مندوب فرمایا گیا۔" چنانچہ کسی دن کو خاص کر کے روزہ رکھنے اور اس کے بارے میں عجیب و غریب فضائل بیان کرنے کی مثال ۲۷/رجب کا روزہ ہے، جو عوام الناس میں "ہزاری روزہ" کے نام سے مشہور ہے۔ (اس پر تفصیلی کلام آگے آرہا ہے)

ماہِ رجب کی بدعات:

اسلام سے قبل ہی سے ماہِ رجب میں بہت سی رسومات اور منکرات رائج تھیں، جن کو اسلام نے یکسر ختم کر کے رکھ دیا، ان میں رجب کے مہینے میں قربانی کا اہتمام، جس کو قرآن پاک کی اصطلاح میں "عتیرۃ" کے نام سے واضح کیا گیا ہے، اسی مہینے میں زکوٰۃ کی ادائیگی اور پھر موجودہ زمانے میں ان کے علاوہ بی بی فاطمہؓ کی کہانی، ۲۲ رجب کے کونڈوں کی رسم، ۲۷ رجب کی شب "جشنِ شبِ معراج" اور اگلے دن کا روزہ جس کو "ہزاری روزہ" کہا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، سب ایسی رسومات و بدعات ہیں جن کا شرع شریف میں کوئی ثبوت نہیں ہے، ذیل میں ۲۷ رجب سے متعلق ہونے والی منکرات اور ہزاری روزے سے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

ستائیسویں رجب، شبِ معراج:

رجب کی ستائیسویں شب میں موجودہ زمانے میں طرح طرح کی خرافات پائی جاتی ہیں، اس رات حلوہ پکانا، رنگین جھنڈیاں، آتش بازی اور مٹی کے چراغوں کو جلا کے گھروں کے درو دیوار پر رکھنا وغیرہ وغیرہ، جن کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر تو ان کو عبادت اور ثواب سمجھ کے کیا جاتا ہے تو یہ بدعت کہلائیں گی، کیونکہ نہ تو ان سب اُمور کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس کیا، نہ ان کے کرنے کا حکم کیا اور نہ ہی آپؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا اور نہ ہی کرنے کا حکم کیا۔ اور اگر ان اُمور کو عبادت سمجھ کے نہیں کیا جاتا، بلکہ بطورِ رسم کیا جاتا ہے تو ان میں فضول خرچی، اسراف اور آتش بازی کی صورت میں جانی نقصان کا خدشہ، سب اُمور شرعاً حرام ہیں۔

اِن تمام اُمور کو اِس بنیاد پر سرانجام دیا جاتا ہے کہ ۲۷ویں رجب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج کروایا گیا، عوام کے اس رات اِس اہتمام سے

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے سرپرست اعلیٰ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا حاجی غلام حیدر مدظلہ (فاضل دیوبند) اور نمونۂ اسلاف استاذ العلماء حضرت مولانا غریب اللہ مدظلہ (فاضل غورغشتوی) امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ملک بھر کے قارئین ہفت روزہ ختم نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ دونوں بزرگوں کی صحتیابی کے لئے دعاؤں کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ جزاک اللہ!

پتہ چلتا ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب کو ہی حتمی اور قطعی طور پر شب معراج سمجھا جاتا ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج کب کروایا گیا؟ اس بارے میں تاریخ، مہینے، بلکہ سال میں بھی بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی بناء پر ستائیسویں شب کو ہی شب معراج قرار دینا یکسر غلط ہے، اگرچہ مشہور قول یہی ہے۔

دوسری بات! شب معراج جس رات یا مہینے میں بھی ہو، اس رات میں کسی قسم کی بھی متعین عبادت شریعت میں منقول نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس رات میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا شرف بخشا گیا، آپ کے ساتھ بڑے اعزاز و اکرام والا معاملہ کیا گیا اور آپ کو آسمانوں پر بلا کے بہت سے ہدیے دیئے گئے، لیکن امت کے لئے اس بارے میں کسی قسم کی کوئی فضیلت والی بات کسی نے نقل نہیں کی۔

شب معراج افضل ہے یا شب قدر؟

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں راتوں (شب قدر اور شب معراج) میں سے کون سی رات افضل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لیلۃ المعراج افضل ہے اور امت کے حق میں لیلۃ القدر، اس لئے کہ اس رات میں جن انعامات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختص کیا گیا، وہ ان (انعامات) سے کہیں بڑھ کے ہیں جو (انعامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو) شب قدر میں نصیب ہوئے، اور امت کو جو حصہ (انعامات کا) شب قدر میں نصیب ہوا، وہ اس سے کامل ہے جو (امت کو شب معراج میں) حاصل ہوا، اگرچہ امتیوں کے لئے شب معراج میں بھی بہت بڑا اعزاز ہے، لیکن اصل فضل، شرف اور اعلیٰ مرتبہ اُس ہستی کے لئے ہے جس کو معراج کروائی گئی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مجموع الفتاویٰ، کتاب الفقہ، کتاب الصیام، رقم الحدیث: ۲۳، ۲۸۷/۲۵، دارالوفاء)

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے بھی اسی قسم کا ایک لمبا سوال و جواب ابن تیمیہؒ کا نقل کیا ہے، اور اس کے بعد لکھا ہے کہ "اس جیسے اُمور میں کلام کرنے کے لئے قطعی حقائق کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کا علم "وحی" کے بغیر ممکن نہیں" اور اس معاملے میں کسی تعیین کے بارے میں وحی خاموش ہے، لہٰذا بغیر علم کے اس بارے میں کلام کرنا جائز نہیں ہے۔" (زاد المعاد، التفاضل بین لیلۃ القدر ولیلۃ الاسراء: ۵۷/۱، ۵۸، موسسۃ الرسالۃ)

چنانچہ! جب اتنی بات متعین ہو گئی کہ امت کے حق میں شب معراج کی کوئی فضیلت منصوص نہیں ہے، علاوہ اس بات کے کہ اس رات کا ۲۷ رجب کو ہی ہونا بھی قطعی نہیں ہے تو اس رات کو یا اس کے دن کو کسی عبادت کے لئے جداگانہ طور پر متعین کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اب ذیل میں شب معراج کے وقتِ وقوع کے بارے میں جمہور علماء کی تحقیق پیش کی جائے گی:

واقعہ معراج کب پیش آیا؟

علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کب کروائی گئی، اس بارے میں (یعنی جس سال میں معراج کروائی گئی) عموماً دس اقوال ملتے ہیں: اکثر علماء کے نزدیک اتنی بات تو متعین ہے کہ واقعہ معراج "بعثت" کے بعد پیش آیا، البتہ بعثت کے بعد کے زمانے میں اختلاف ہے، چنانچہ ۱:......ابن سعدؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کروائی گئی۔ ۲:......ابن جوزیؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل ہوئی۔ ۳:......ابو الربیع بن سالمؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے چھ ماہ قبل ہوئی۔ ۴:...... ابراہیم الحربیؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل ہوئی۔ ۵:......ابن عبدالبرؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ قبل کی ہے۔ ۶:......ابن فارسؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور تین ماہ قبل کی ہے۔ ۷:......سدیؒ نے ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ قبل کا قول نقل کیا ہے۔ ۸:...... ابن الاثیرؒ نے ہجرت سے تین سال قبل کا قول اختیار کیا ہے۔ ۹:......زہریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ واقعہ معراج ہجرت سے پانچ سال قبل پیش آیا۔ ۱۰:...... ایک قول بعثت سے پہلے وقوعِ معراج کا بھی ہے، لیکن یہ قول شاذ ہے، اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

ان اقوال میں سب سے زیادہ مشہور قول جس کو ترجیح دی گئی ہے، وہ ہجرت سے ایک سال قبل کا ہے۔ (فتح الباری: ۲۵۴/۷، دارالسلام، سبل الہدیٰ والرشاد: ۶۵/۳، دار الکتب العلمیۃ)

معراج کس مہینے میں ہوئی؟

جس طرح وقوعِ معراج کے سال میں اختلاف ہے، اسی طرح مہینے کی تعیین میں اختلاف ہے کہ واقعہ معراج کس مہینے میں پیش آیا؟ اس بارے میں بعض جگہ پانچ مہینوں کا ذکر مختلف اقوال میں ملتا ہے اور بعض جگہ چھ مہینوں کا۔

۱:...... بہت سارے علماء کے نزدیک ربیع الاول کے مہینے میں واقعہ معراج پیش آیا۔

۲:......ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ نے ربیع الآخر کے مہینے میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔

۳:...... عبدالغنی بن سرور المقدسیؒ نے رجب کے مہینے کو ترجیح دی ہے، یہی قول مشہور بھی ہے۔

۴:...... سدیؒ نے شوال میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔

۵:......ابن فارسؒ نے ذوالحجہ میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔ (شرح المواہب للزرقانی: ۷۰/۲، دار الکتب العلمیۃ، عمدۃ القاری: ۲۴/۱۷، دار الکتب العلمیۃ)

(جاری ہے)

مسیحی دنیا کا عقیدہ کفارہ

خالد محمود، سابق یوئیل کندن

عیسائیت کے عقائد میں ''عقیدہ کفارہ'' سینٹ پال یعنی پولس کی اختراع ہے، جس نے اعمال، شریعت اور حکم قربانی کو ''صلیبی کفارہ'' پر ایمان ویقین لانے کی وجہ سے غیر ضروری اور عبث قرار دیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام سے منسوب اس غیر حقیقی ''صلیبی کفارہ'' کے پیچھے مسیحی مصنفین جو پس منظر بیان کرتے ہیں، وہ قاموس الکتاب کی زبانی کچھ یوں ہے کہ:

''موروثی گناہ، (Orignal Sin) مسیحی عقیدہ کے مطابق انسان کی سرشت میں گناہ شروع سے موجود ہوتا ہے۔ یہ گناہ آدم اور حوا کے باغ عدن میں گناہ کرنے کے باعث بنی نوع انسان میں داخل ہوا اور ایک پشت سے دوسری پشت تک ورثہ میں منتقل ہوتا رہتا ہے (پیدائش ۸:۲۱، ۱ سلاطین ۸:۴۶، زبور ۵۱:۵، ایوب ۱۵:۱۴، ۲۵:۴) بدی انسان کے دل اور دماغ کے تصورات اور خیالات میں موجود رہتی ہے (پیدائش ۶:۵، ۸:۲۱) پولس رسول اس مسئلہ کو نجات کے انتظام سے منسلک کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جس طرح آدم کی وجہ سے گناہ دنیا میں آیا، اسی طرح خداوند یسوع مسیح کے طفیل گناہ سے نجات حاصل کرنے کا انتظام بھی کیا گیا (رومیوں ۵:۱۲، ۲۱) مقدس یعقوب گناہ کو انسان کی خواہشوں میں پنہاں دیکھتا ہے کیونکہ اس کے مطابق خواہش حاملہ ہو کر گناہ کو جنتی ہے (یعقوب ۱:۱۳، ۱۴ مقابلہ کریں گلتیوں ۵:۱۶، ۲۴)۔'' (قاموس الکتاب ص:۹۷۱)

اماں حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی یہ وہ ''لغزش'' ہے، جس کو مسیحی دنیا نے نہ صرف ''گناہ'' کا نام دیا، بلکہ اس گناہ کو ایسا متعدی بتایا کہ جو بعد کی اولاد آدم میں بھی نسل در نسل چلا آرہا ہے، لہٰذا یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ اس کی معافی ایک معصوم نبی حضرت مسیح علیہ السلام کے ''صلیبی کفارہ'' کے بغیر ممکن نہ تھی، اس لئے سنٹ پال (پولس) اپنی ''عقیدہ کفارہ'' کی ''اختراع'' کو مزید اہمیت دینے اور اجاگر کرنے کے لئے اپنے ایک تبلیغی خط میں لکھتا ہے:

''مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موا اور دفن ہوا، اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔''

(کرنتھیوں اول باب:۱۵، آیت:۳،۴)

سنٹ پال یعنی پولس یہ بھی لکھتا ہے:

''مسیح نے'' اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دیا'' اور'' اسے خداوند نے اس کے خون کے باعث .... کفارہ ٹھہرایا، نیز'' اور بکروں اور بچھڑوں کا خون نے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر... اپنے آپ کو... خدا کے سامنے بے عیب قربان کردیا۔''

گناہوں کی معافی کے لئے فدیہ میں قربان کئے جانے والے جانوروں اور احکام قربانی کی کاٹ کے بعد پولس کے قلم سے شریعت کا عموم اور خصوص بھی محفوظ نہ رہ سکا، چنانچہ شریعت کے بارے میں پولس کیا کہتا ہے؟ ملاحظہ ہو:

''راست بازی اگر شریعت کے وسیلہ سے ملتی تو مسیح کا مرنا عبث ہوتا'' اور اگر'' شریعت والے ہی وارث ہوں تو ایمان بے فائدہ رہا اور وعدہ لا حاصل ٹھہرا، کیونکہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی نہیں'' اور'' جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا۔''

بائبل کے عہد نامہ جدید میں پولس کے یہ خطوط دیکھے جاسکتے ہیں، جن کو مسیحی دنیا الہامی کہتی ہے، مگر پولس کے خطوط کی مذکورہ بالا عبارتوں کا موازنہ اگر ہم مسیح علیہ السلام کے ارشادات سے کریں، تو معلوم ہوگا، کہ پولس جس شریعت کو عقیدہ کفارہ کے آگے بے فائدہ سمجھتا ہے اور اس شریعت کو غضب پیدا کرنے والی چیز خیال کرتا ہے، اس کے بارے میں حضرت مسیح علیہ السلام کا صاف ارشاد ہے کہ:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں، بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔''

(متی:۵، آیت:۱۷)

پھر یہ کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا ''صلیبی کفارہ'' بقول مسیحی دنیا'' عالمی کفارہ'' تھا، تو یہ بات بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق صحیح نہیں، جس میں انہوں نے فرمایا کہ:

’’میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔‘‘ (متی:باب۱۵،آیت:۲۴)

حضرت مسیح علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی سے یہ معلوم ہوگیا کہ پولس جس ’’صلیبی کفارہ‘‘ کو ’’سب کے فدیہ میں دیا‘‘ کہہ کر اس کا اطلاق ساری انسانیت پر کرتا ہے، وہ صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک محدود ہے، لیکن اس کے باوجود ’’عقیدہ کفارہ‘‘ پر جو سوالات فطری طور پر ذہن میں آتے ہیں، ان میں پہلا سوال تو یہ ہے کہ اماں حوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے باغ عدن میں رہتے ہوئے جو ممنوعہ پھل کھانے کی لغزش ہوئی تھی، جس کو مسیحی دنیا نے ’’موروثی گناہ‘‘ کا درجہ دیا، بائبل کے بقول اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کے لئے اس کی سزا تو یہ مقرر کی تھی کہ:

’’پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا، تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔‘‘

(پیدائش،باب:۳،آیت:۱۶)

اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمایا کہ:

’’چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی، مشقت کے ساتھ تُو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا، تُو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں تو پھر لوٹ نہ جائے اس لئے کہ تو اس سے نکالا گیا ہے کیونکہ تو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائے گا۔‘‘

(پیدائش،باب:۳،آیت:۱۷،۱۸)

تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس موروثی گناہ کا ’’صلیبی کفارہ‘‘ دیئے جانے کے باوجود مسیحی خواتین آج بھی دردِزہ سے بچے جن رہی ہیں، کیا وجہ ہے کہ اس ’’عالمی کفارہ‘‘ کے باوجود مسیحی مرد اپنے منہ کے پسینے کی روزی روٹی کھا رہے ہیں؟

کیا مسیحی مذہبی رہنما یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا ’’صلیبی کفارہ‘‘ ہی شرط ایمان و نجات ہے تو پھر ان معصوم انبیاء کرام علیہم السلام کا کیا بنے گا، جو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے ہو گزرے اور ان نیک اور راست باز لوگوں کا کیا بنے گا، جن کو سندِ راست بازی خود بائبل عنایت کر چکی ہے۔

یعنی سوال یہ ہے کہ اگر صلیبی کفارہ ہی رحم اور عدل کا معیار اور برابری ہے، تو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے ہو گزری اولاد آدم کی نجات کس طرح ممکن ہوگی؟

مگر حقیقت یہ ہے کہ ’’صلیبی کفارہ‘‘ پر پوری انسانیت کی ’’نجات‘‘ یہ ایک ایسی پولوی تصنیف ہے، جو غیر محسوس طور پر انسان کو نیک اعمال سے دور کرتی ہے، ورنہ بائبل کا عہد نامہ قدیم ہو کہ جدید دونوں جگہ نیک اعمال اور گناہوں سے توبہ کی جزاءً آسمانی بادشاہت میں داخلہ ہے اور بُرے اعمال پر سخت سزا کی وعید ہے:

’’راست بازوں کی بابت کہو کہ بھلا ہوگا، کیونکہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائیں گے، شریروں پر واویلا ہے کہ ان کو بدی پیش آئے گی کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کا کیا پائیں گے۔‘‘ (یسعیاہ،باب:۳،آیت:۱۰)

اور یرمیاہ،باب:۳۱،آیت:۳۰ میں ہے کہ:

’’کیونکہ ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا، ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسی کے دانت کھٹے ہوں گے۔‘‘

عقیدہ کفارہ کی یہ عجیب منطق ہے کہ کبیرہ صغیرہ گناہ تو مسیحی عوام کریں اور ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر ایک معصوم یسوع المسیح علیہ السلام صلیب چڑھا دیئے جائیں، حالانکہ عدل و انصاف، رحم اور برابری کی بات یہی ہے کہ:

’’جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔‘‘

(حزقی ایل،باب:۱۸،آیت:۲۰)

اور یہ کہ:

’’بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں، ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب سے مارا جائے۔‘‘

گناہوں سے توبہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تم میں کون آدمی ہے جس کے پاس سو بھیڑیں ہوں اور ان میں سے ایک کھو جائے تو ننانوے کو بیابان میں چھوڑ کر اس کھوئی ہوئی کو جب تک مل نہ جائے ڈھونڈتا نہ رہے، پھر جب مل جاتی ہے تو وہ خوش ہو کر اسے کندھے پر اٹھا لیتا ہے اور گھر پہنچ کر دوستوں اور پڑوسیوں کو بلاتا اور کہتا ہے میرے ساتھ خوشی کرو، کیونکہ میری کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی، میں تم سے کہتا ہوں کہ اس طرح ننانوے راست بازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے، ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی۔‘‘ (لوقا،باب:۱۵،آیت:۴تا۷)

حضرت مسیح علیہ السلام تو تعلق مع اللہ کے لئے

توبہ کی فضیلت کو بیان فرمارہے ہیں اور پولس اپنے ایجاد کردہ ”عقیدہ کفارہ“ کو مسیحی عوام الناس پر مسلط کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا، کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔“ (گلتیوں باب:۳، آیت:۱۳)

اس جگہ مسیحی عوام الناس اور مذہبی رہنماؤں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ وہ نیک اعمال کی بجا آوری، توبہ کی فضیلت اور اس پر عمل کرنے کے لئے یسوع المسیح علیہ السلام کے ارشادات کو لیں گے یا عقیدہ کفارہ کی بنیاد رکھنے والے پولس کی فضولیات کو لیں گے کہ جس کی وجہ سے یہ شخص معاذ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو (نقل کفر، کفر نباشد) لعنتی کہتا ہے، حالانکہ اس لعنت کا مستحق تو خود پولس ہی ہے کہ جس نے دین عیسوی میں تحریف و ترمیم کا ایسا دروازہ کھولا کہ آج تمام مسیحی دنیا حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشادات سے ہٹ کر پولوی نظریات و بدعات پر کھڑی ہے، ورنہ گناہوں سے توبہ اور نیک اعمال کی تعلیم تو بائبل میں جابجا ہے:

”شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے اور لوگ خداوند کے خوف کے سبب سے بدی سے باز آتے ہیں۔“ (امثال، باب:۱۶، آیت:۶)

اور حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہیں کرے گا۔“ (متی، ب:۶، آیت:۱۴، ۱۵)

اور دانی ایل باب:۴، آیت:۲۷ میں ہے کہ:

”تو اپنی خطاؤں کو صداقت سے اور اپنی بدکرداری کو مسکینوں پر رحم کرنے سے دور کر ممکن ہے کہ اس سے تیرا اطمینان زیادہ ہو۔“

گناہوں کا حقیقی کفارہ کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”جو اپنے باپ کی عزت کرتا ہے وہ اپنا گناہوں کا کفارہ دیتا ہے اور ان سے باز رہتا ہے اور ہر روز اس کی دعا قبول کی جائے گی۔“ (یشوع بن سراخ، باب:۳، آیت:۴)

اور یہ کہ:

”پانی، بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیتا ہے اور خیرات گناہوں کا کفارہ دیتی ہے۔“ (یشوع بن سیراخ، باب:۳، آیت:۲۳)

لہٰذا بہت ضروری ہے کہ مسیحی دنیا پولس کے وضع کردہ ”عقیدہ کفارہ“ کے سحر سے نکل کر اس حقیقی پیغام کی طرف آئے، جس کو قرآن مجید فرقانِ حمید بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کردیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔“ (سورۂ عنکبوت، آیت:۷)

☆☆..............☆☆

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کورس، کوئٹہ

کوئٹہ...(مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام سہ روزہ تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کورس ۷ تا ۹ مئی ۲۰۱۲ء کو جامع مسجد سنہری میں منعقد کیا گیا، جس میں دینی مدارس، اسکولز، کالجز، یونیورسٹی کے طلبا اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔

پہلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے مبلغ مولانا محمد یونس نے شرکائے کورس کے سامنے کورس کی غرض وغایت بیان کی اور تحفظ ختم نبوت کے متعلق لیکچر دیا۔ مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات و کردار کے موضوع پر خطاب کیا۔

دوسرے روز مولانا محمد یونس نے ردِ قادیانیت پر بیان کیا جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرزا قادیانی کی تضاد بیانی پر خطاب کیا اور حاضرین کو حوالہ جات نوٹ کروائے۔ مولانا محمد راشد مدنی نے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام پر لیکچر دیا۔

تیسرے روز مولانا محمد یونس نے قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق واضح کیا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کذباتِ مرزا پر خطاب کرتے ہوئے مرزا قادیانی کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مولانا راشد مدنی نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی تاریخ پر تفصیلی لیکچر دیا۔

دریں اثنا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی استعماری ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں، مسلمان ختم نبوت کے عقیدے کی قدر مشترک پر متحد ہوجائیں، اہل علم حضرات فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کریں جو قوتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں قادیانی ان قوتوں کے دوست ہیں اور دوستی کا حق ادا کررہے ہیں، مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی کوئی فرقہ نہیں بلکہ ایک دہشت گرد اور خطرناک گروہ ہے۔ قادیانی فتنے کی آبیاری انگریزوں نے کی ہے اور انگریزوں نے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود اس بات کا اقراری ہے کہ میں انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوں۔ الحمدللہ! اکابرین علماء دیوبند نے نہ انگریز کو برداشت کیا اور نہ ہی انگریز کے خودکاشتہ پودے کو برداشت کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابرین علماء دیوبند کی ترجمان جماعت ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مقصد عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کرنا ہے۔

مرزائیت اور اس کے معتقدات

علامہ احسن الٰہی ظہیری

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے، جن کی تکوین ہی اس خاطر کی گئی ہے کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کیے جائیں اور اس کے افکار ونظریات کو نیست و نابود کیا جائے، لیکن اس صورت میں کہ کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا، بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام زیادہ آب وتاب سے چمکا اور اجاگر ہوا اور اس کے نام لیوا اور زیادہ ولولے اور طنطنے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے۔ یہود ونصاریٰ اور مکہ کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ وہ اسلام کی منزلت، مرتبے اور شان کو کم کردیں، لیکن اس کی رفعتوں، پرشکوہ بلندیوں اور ناقابل شکست عظمتوں کے سامنے ان کا کوئی بس نہ چل سکا اور سوائے محرومیوں کے داغوں اور ناکامیوں کے دھبوں کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔

میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت وطاقت کے باوجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچاسکے، جس طرح کہ کفار مکہ اور یہود یثرب اس کے ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ چکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات ومناقشات کے ذریعے اس سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجے میں اس کی حسرتوں کا خون ہونے سے نہ رہ سکا اور پھر اعدائے اسلام نے ترغیب وتحریص اور تہدید وتخویف کے حربے بھی آزما کے دیکھ لئے، لیکن نامرادیوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مزاحم نہ ہوسکیں اور پھر ناامیدیوں نے ڈیرے ڈال دیئے اور وہ اسلام کو زک دینے، سیلاب نور کے سامنے بندھ باندھنے، سورج کی روشنی ڈھانپنے اور چھپانے سے مایوس ہوگئے۔ جزیرہ عرب کے مشرکوں، مصر و شام اور روم ویونان کے عیسائیوں اور قریظہ وخیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب خوب تجربہ کیا اور پھر اس کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دہرا کر دیکھا اور سب نے دیکھ لیا کہ یہ وہ چٹان ہے جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے بلکہ اسے چھیدنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ ان تلخ وترش تجربات سے دشمنان دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں ٹکر لینا اپنی موت کو دعوت دینا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت وحمیت کو ٹھیس لگتی ہے، اس لئے انہوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوت مبارزت نہ دی جائے بلکہ بجائے اسے خفیہ سازش اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے، دھوکے اور منافقت کی تکنیک کو اپنایا جائے، اسلام کے نام لیواؤں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کیے جائیں اور اس طرح بتدریج اسلام کے افکار پر چھاپا مارا جائے اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جائے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کردیا جائے۔

اسی پلان (Plan) اور تخطیط کے تحت قادیانیت کو وجود میں لایا گیا، چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چابکدستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار وخیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہوسکا، پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندرون خانہ باتوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند بے وقوف اور کچھ غرض مند اچھی طرح جال میں پھنس گئے ہیں اور اب ان کے لئے فرار کا کوئی چارہ نہیں رہا تو اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ظاہر ہوگئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بنا پر وابستگی اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی، اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پشیمانی کا اظہار کرکے چھوڑ گئے اور بہت سے جاہل فریب خوردہ اور خودغرض دین اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر قادیانیت اور حقیقی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

یہیں سے قادیانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراحل کو اپنی تبلیغ اور

پروپیگنڈا کی بنیاد بنایا کہ پہلے پہل تو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد کہیں، پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل و برتر نبی تاکہ عام مسلمانوں کو فریب کا شکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے کہ ان پر ان کی حقیقت آشکارا ہو۔ قادیانی چالاک، منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کے عیوب و انفعالات، بشریہ سے پاک ومنزہ ہے، نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے، وہ تشبیہ وتجسیم سے مبرا ہے، اسی طرح ان کا عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، رسالتیں ان پر ختم ہوگئیں، وحی ان پر منقطع ہوگئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے اور جو کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور مفتری ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“

اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”آج میں نے مکمل کردیا تمہارے لئے تمہارا دین (ناقص نہیں رکھا کہ اوروں کو بھیج کر اس کی تکمیل کروں) اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کردیا اور تمہارے دین اسلام کو پسند کرلیا (کہ اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی)۔“

اور ناطق وحی نے فرمایا کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسی ایک محل کی کہ اسے بڑا خوبصورت بنایا گیا لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی گئی ہو دیکھنے والے اسے دیکھیں اور اس خوبصورتی و سجاوٹ کی توصیف و تعریف کریں، ماسوائے اس جگہ کے کہ جس میں ایک اینٹ لگنا باقی ہے۔ پس میرے ساتھ اس جگہ کو پُر کردیا گیا اور اب اس محل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی، رسولوں کی ترسیل مجھ پر ختم کردی گئی اور دوسری روایت میں فرمایا:

”میں ہی وہ محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“

نیز فرمایا:

”میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں۔“

اور ایک روایت میں فرمایا:

”میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔“

اسی طرح امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا اور یہ عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور حسنات میں سے اعلیٰ ترین نیکی ہے، نیز ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر اور کوئی بستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مکہ مکرمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن مدینہ منورہ کے ہم پلہ نہیں اور دنیا کی کوئی مسجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے ہم پایہ نہیں اور نہ ان سے منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے۔

☆☆..............☆☆

قادیانیت سمیت تمام دجالی قوتوں کا راستہ روکنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے

کوئٹہ (مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام خانوزئی میں ۱۴ رمئی کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس، مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالواحد نے عوام الناس کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ قادیانیت سے نفرت ایمان کا حصہ ہے، مسلمان قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مقصد عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ اس ملعون کا امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ عالمی مجلس اپنے اکابرین علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فتنۂ قادیانیت کا راستہ روکے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر نہ ماننے والے دجال اور کذاب ہیں۔ علماء کرام نے عوام الناس اور علماء کرام کو مخاطب کرکے کہا کہ قادیانیت سمیت تمام دجالی قوتوں کا راستہ روکنا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ دریں اثنا لورالائی میں ختم نبوت کانفرنس ۱۵ رمئی کو منعقد ہوئی، جس میں خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت تحفظ ختم نبوت کا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے مشن سے وابستہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ختم نبوت کا پیغام گھر گھر پہنچائیں۔ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۲۷ غزوات ہوئے، جن میں تقریباً ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے لیکن مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں جو جنگ ہوئی اس میں بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے جن میں سات سو حفاظ اور ستر بدری صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ: ”قادیانی فتنہ سب سے خطرناک فتنہ ہے، اگر نجات اخروی چاہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرو۔“

ماہتاب عرب سے اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال!

قسط:۹

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ میرٹھی

چند گھنٹہ کے بعد جنگ کا تو خاتمہ ہوگیا کہ وہ میدان جو تیرہ سو بہادروں کی چہل پہل سے گویا آباد قصبہ بنا ہوا تھا، خون کا فرش بچھاتے ہوئے سنسان بیابان نظر آنے لگا، مگر اہل مکہ کا اس تقریب سے خداوندی سفیر کے ساتھ ایک تعلق قائم ہوگیا کہ گویا ہر سال جنگ کے لئے میدان میں نکلنے کا وعدہ ہوگیا، اور اپنے اپنے رنگ جمانے کا ہر فریق کو موقع مل گیا، چنانچہ اسلام کی اس پہلی جنگ میں جس کا نام غزوۂ بدر ہے، خداوندی سفیر کو بڑی کامیابی نصیب ہوئی، ادھر اہل مکہ میں ستر قریش قتل ہوئے اور ستر سردار قید ہوکر آئے، جن کو جان کا معاوضہ مال لے کر رہا کردیا گیا اور ادھر عام باشندگان عرب کے دلوں پر ہیبت چھاگئی اور بہت لوگ کھلم کھلا مخالفت کرنے سے ڈر گئے۔

مدینہ میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت واصلاح کا رنگ بدلا، اور چونکہ تھوڑی سی عمر میں آپ کو بہت کچھ کرنا تھا، اس لئے آپ نے ایک وقت میں کئی خدمتوں کی جانب اپنے نفس کو متوجہ و مشغول بنادیا کہ نواح عرب کے جنگجو قبائل کو دبانے کے لئے صحابہ کی ماتحتی میں لشکر بھیجنے شروع کئے، اہل کتاب باشندگان مدینہ سے مصالحت کی اور وطن کی محافظت میں شرکت کا عہد و پیمان لیا، اپنی سفارت انجام دینے کو قصبات اور دیہات میں کلمۂ طیبہ کی اشاعت فرمائی، وعظ ونصیحت سے مدینہ اور اس کے گردو نواح کی بغاوت کو مٹایا، دشمنوں کو اپنا بنایا اور اپنوں کے مراتب علمیہ کی تکمیل فرمائی، اپنی ریاضت ومجاہدہ میں اضافہ کیا اور صرف تعلیم قولی کے غیر محدود مشغلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فعلی تعلیم کو ضروری سمجھ کر عملی نمونہ ہر امر کا پیش کیا، اور دین کی ترقی کے ساتھ سیاست ملکی وتمدن بھی سکھانا شروع فرمایا، بایں ہمہ اہل مکہ کی اصلاح کے خیال میں برابر لگے رہے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کی جان و مال اور ایمان وآبرو کے محافظ بن کر عام کافروں کی عموماً اور خاندان قریش کی خصوصاً بہبودی کی فکر میں اپنا وقت صرف فرمایا۔

مدینہ کی سکونت جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن واطمینان کا زمانہ کہا جاتا ہے، حقیقت میں آپ کی بہت ہی مشغولیت کا زمانہ تھا، اس لئے کہ مکہ میں کھلم کھلا مخالفت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ کے متبعین پر دشمنی کے علی الاعلان حملے ہی حملے تھے، اور یہاں پہنچ کر آپ کو معاش ومعاد کی لامحصور تعلیم کی مہتم بالشان خدمت کے علاوہ جس کا تذکرہ عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگا، ایک چھوڑ تین تین دشمنوں کی مدافعت کرنی پڑی اور چونکہ ہر ایک کا رنگ دشمنی جدا اور طرز عداوت علیحدہ تھا، اس لئے اس کی حیثیت ووضع کے موافق اس کا مقابلہ کرنا ضرور تھا۔ چنانچہ اول دشمن یہی بت پرست قریش اور نواح عرب میں ان کے ہم خیال مختلف قبائل تھے، جن سے علاوہ سریوں کے متعدد غزوات کی نوبت آئی اور جنگ کے لئے آپ کو اپنی اسلامی فوج کا سپہ سالار بن کر بارہا مدینہ سے باہر نکلنے کا اتفاق ہوا۔

دوم اہل کتاب یعنی بنی قینقاع و بنی قریظہ و بنی نضیر کے یہود تھے جو تحصیل معاد کی مذہبی امامت چھن جانے کے حسد وعناد میں آپ کے دشمن بن گئے اور یہاں تک مخالف ہوئے تھے کہ محض مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے بت پرستوں کی موافقت ومعاونت کو گویا دین وایمان سمجھ بیٹھے تھے اور چونکہ مدینہ ہی میں آباد تھے، اس لئے ضرر رسانی میں ایک حیثیت سے اہل مکہ پر بھی فوقیت لے گئے تھے کہ ادھر تو لوگوں کو اعتراضات سکھاتے، ان سے معجزات کی فرمائشیں کراتے اور نبوت کے امتحان وجانچ پر ان کو ابھارتے رہتے تھے اور ادھر اپنی ریاست وامامت کی طمع میں ظاہری صلح کو آڑ بنا کر کافروں کا ساتھ دیتے، مخالفت کی آگ بھڑکاتے اور مخبر بن کر یہاں کے چھوٹے بڑے واقعات سے ان کو مطلع کرتے رہتے تھے، ان دو قوموں کے علاوہ تیسرے دشمن منافقین تھے جن کا سردار عبداللہ بن اُبی تھا، جو حب جاہ کی بدولت اپنے وطن اور قوم کا مقتدا بننے کا عرصہ سے خواہشمند تھا اور رنگ جمنے کے قریب ہی زمانہ میں خداوندی سفیر کی طرف عام وخاص کا رخ دیکھ کر اپنے مقصد میں ناکام ہو بیٹھا تھا، اس حسد میں اول تو اس نے مخالفت وانکار کھلم کھلا کیا، مگر ادھر ایک طرف سے سارے شہر کو آپ کی طرف جھکا ہوا دیکھا اور ادھر غزوۂ بدر میں آپ کی قوت اور شان وشوکت ظاہر ہوئی، اس لئے مع اپنی جماعت کے دبا دبایا مصلحۃً مسلمان ہوگیا کہ اہل اسلام کی دست برد سے بچے

اور اپنی جان و مال کو محفوظ رکھ سکے اور چونکہ خداوندی سفیر نے دلوں کی جانچ پر یہ مصلحت توجہ نہیں فرمائی کہ مبادا مخلصین بھی خائف نہ ہو جائیں، اس لئے اس کے ظاہری اسلام کو قبول فرما کر مسلمانوں کا سا برتاؤ اس کے اور اس کی قوم کے ساتھ بھی کیا، مگر درحقیقت یہ لوگ سب سے زیادہ خوفناک تھے، کیونکہ مار آستین اور گھر کے بھیدی بنے ہوئے تھے، دن بھر مسلمانوں کے پاس رہتے، چکنی چپڑی باتیں بناتے، اخلاص جتاتے اور اپنے آپ کو اسلام اور اہل اسلام کا سچا خیر خواہ بتایا کرتے تھے اور شب کو اپنے شیاطین سے ملتے ادھر یہودیوں کی موافقت کا دم بھرتے اور ادھر بُت پرستوں سے میل جول رکھتے اور دشمنانِ اسلام سے محبت بڑھا کر باہمی معاونت پر قسما عہدی کیا کرتے تھے، ان دورخے بدذاتوں سے مسلمانوں کو بڑا دھوکا ہوتا اور آئے دن نئے نئے قسم کی تکلیفیں پاتے رہتے تھے اور ہر چند کہ وقت پر ٹکا سا جواب دے دینے کی وجہ سے ان کا نفاق بارہا کھل چلا تھا، مگر خداوندی سفیر نے اس پر بھی چشم پوشی فرمائی اور اس خیال سے کہ لوگ یہ کہہ کر توسیع مذہب میں رخنہ اندازی کریں گے کہ ان کو اپنے ماننے والوں پر بھی اعتماد نہیں ہے، ان کے ساتھ برابر حسن سلوک فرماتے رہے، بیرونی مخالفوں میں سب سے زیادہ توجہ آپ کی اہل مکہ پر تھی اور اندرونی عداوتوں میں زیادہ توجہ حاملین کتاب سماوی یعنی قوم یہود پر چنانچہ آپ نہایت استقلال کے ساتھ مدتوں دونوں کی مدافعت فرماتے رہے اور آخر حسن تدبیر کے ساتھ چند ہی سال میں کامیاب ہوگئے ادھر یہود بنی قینقاع کی طرف سے اول بدعہدی ظاہر ہوئی تو آپ نے ان کا محاصرہ فرمایا اور پندرہ دن محصور رکھ کر عبداللہ بن ابی کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا، جو منافقانہ اسلام لایا تھا اور یہ لوگ اس کی برادری تھے، دوبارہ بنی نضیر نے عہد کا نقض کیا اور آپ کو اوپر سے پتھر گرا کر قتل کرنا چاہا، تب آپ نے ان پر لشکر کشی کی اور جب وہ بھی تنگ ہو کر مدینہ چھوڑ جانے پر راضی ہوئے تو اس صورت پر کہ ہتھیار چھوڑ جائیں، اور جس قدر اسباب ہمراہ لے جاسکیں لے جائیں، ان کو شہر بدر کر دیا، ان کے بعد بنی قریظہ نے معاہدۂ صلح کی مخالفت کی اور مدینہ پر حملہ کرنے والے بُت پرستوں کی خفیہ مدد کرتے کرتے معاہدہ صلح و محافظت ملکی سے بھی صاف لفظوں میں انکار کر دیا کہ کیسا معاہدہ اور کیسے مسلمان، ہم نہ کسی کے ماتحت ہیں نہ غلام، جس سے جو کچھ ہو سکے ہمارا کرلے اور دلوں کا حوصلہ نکال دیکھے۔ اس وقت ان پر فوج کشی ہوئی اور آخر گرفتار ہو کر مرد مقتول ہوئے اور عورتیں، بچے، غلام و باندی بن کر فروخت کر دیئے گئے۔

اندرونی مخالفت سے اس طرح امن پا کر آپ کی پوری توجہ بُت پرستوں کی طرف قائم ہوگئی اور یکے بعد دیگرے غزوات پر غزوات اور مدافعت پر مدافعت ہونے لگی، یہاں تک کہ مدنی سکونت کے چوتھے سال اہل مکہ نے اس خیال سے کہ مسلمانوں کا بیج ہی اکھاڑ پھینکا جائے اور اعلان پر چار طرف کے مختلف قبائل کو جمع کر کے مذہبی تعصب کی آگ سے بھڑکایا اور اشتعال دے کر یکجائی قوت سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ چنانچہ دس ہزار کی جماعت پرا باندھ کر مدینہ پر چڑھ آئی اور یکبار یورش کر کے لڑائیوں کا خاتمہ کرنے کا پورا تہیہ کر لیا، یہ وقت مسلمانوں کے لئے بہت نازک تھا، کیونکہ ادھر دشمن بُت پرستوں کی بڑے سامان کے ساتھ پوری یورش تھی، ادھر جلاوطن ہونے والے یہودیوں نے ان کے پشت پناہ بن کر خود بھی مدد کی تھی اور مدینہ میں باقی رہ جانے والے یہودیوں کو بھی ان کا معاون و مددگار بنا دیا تھا، ادھر منافقوں نے حیلے بہانے کر کے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس توقع پر کہ اب حکومت کا رنگ بدلا چاہتا ہے اپنے گھروں میں آ کر بیٹھ رہے تھے، مگر خداوندی سفیر اور ان کی پاکباز

صوابی میں دفتر ختم نبوت کا قیام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ٹوپی کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت کا افتتاحی اجلاس منعقد ہوا جس میں علماء کرام، قراء، طلبا اور عوام الناس نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلعی ناظم اعلیٰ مفتی عابد وہاب نے سرانجام دیئے۔ اجلاس سے ضلع صوابی کے سماجی شخصیت ڈاکٹر عبدالباعث المعروف پاکستان باچا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ہمارے ملک اور اسلام کے دشمن ہیں، ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا جائے گا، خطاب کے دوران انہوں نے اعلان کیا کہ میں نے اپنی ذاتی بلڈنگ کی دوسری منزل کو ختم نبوت دفتر کے لئے وقف کر دیا۔ ختم نبوت کے پروانوں سے ضلعی نائب امیر حضرت مولانا اعزاز الحق شمس شاہ منصوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت پر ہمارا ایمان ہے، قادیانیوں کو ہر لحاظ سے کمزور کرنے کے لئے ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی ہمارے نوجوانوں کو مختلف طریقوں سے پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ آخر میں حضرت اقدس نے دفتر ختم نبوت کے قیام کے لئے ڈاکٹر عبدالباعث صاحب کا شکریہ ادا کیا اس موقع پر تحصیل ٹوپی تحصیل صوابی، تحصیل لاہور، تحصیل رزڑ کے ذمہ داران کے علاوہ ضلعی ناظم اعلیٰ مفتی عابد وہاب ضلعی ناظم اطلاعات فیضان الحق مجددی شاہ منصوری، مولانا نعیم اللہ، مولانا عبدالسلام اور دیگر ذمہ داران موجود تھے۔ اجلاس مولانا اعزاز الحق شمس شاہ منصوری کی پُرسوز دعاؤں سے اختتام پذیر ہوا۔

جماعت نے مطلق ہمت نہیں ہاری اور نہایت استقلال کے ساتھ حملہ آور قوم کی مدافعت کے لئے تیار ہوگئے، نہ یہود کی مخالفت کا خوف کیا نہ منافقوں کی حیلہ سازی سے ڈرے نہ آمادۂ پیکار و مسلح دشمنوں کی تعداد سے ہراساں ہوئے، بلکہ آمد آمد کا شور سنتے ہی شہر کی محافظت کے لئے ایک گہری خندق کھودنے لگ گئے اور جلدی جلدی اس جانب جدھر عمارتوں کی پناہ نہ تھی چوڑی اور گہری خندق کھود کر اس کے اس طرف صف بندی کرلی، دشمن فوج کی یلغار ہوئی تو خندق کو دیکھ کر ٹھٹکی اور چونکہ کبھی یہ چیز دیکھی نہ تھی، اس لئے متحیر و مبہوت ہوکر پرے ہی رک گئے، چنانچہ دور ہی دور سے تیروں اور پتھروں کا مینہ برستا رہا اور جب کثرت قیام سے اہل مکہ اکتا گئے تو ٹھہرنا ان کو مشکل پڑ گیا، ادھر یہود کی اعانت سے مایوس ہوئے اور ادھر دفعتاً اندھیاؤ چلنے سے گھبرا اٹھے، اس لئے کوچ کا نقارہ بجادیا اور بے نیل مرام پریشان حال ہوکر سب مکہ کو واپس ہوگئے، اس کے بعد اہل مکہ کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی کبھی ہمت نہ ہوئی اور آخر کچھ مدت کے بعد جب کہ وقت آیا تو خداوندی سفیر نے مکہ کی بغاوت رفع کرنے کی سعی میں خود ہی مکہ کا سفر کیا۔

مگر آپ کا اس سفر کے لئے مدینہ سے باہر آنا جنگ کے لئے نہ تھا، بلکہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے شوق میں تھا، چنانچہ قربانی کے اونٹ اور حق تعالیٰ کی نذر کے جانور ساتھ لے کر آپ نے عام مخلوق پر یہ قصد ظاہر بھی کردیا تھا، مگر اہل مکہ جو گویا لڑائی کی گود میں پرورش پائے ہوئے تھے، یہی سمجھے کہ آپ ضرور جنگ کریں گے، اس لئے فوراً ہتھیار باندھ کر آمادۂ کارزار ہوگئے اور اگرچہ آپ یہ خبر سن کر دوسرے راستے ہوتے ہوئے حدیبیہ میں آپہنچے اور مکہ والوں سے کہلا بھیجا کہ میرا خیال صرف عمرہ کرنے کا ہے کہ اس کو پورا کروں اور واپس جاؤں مگر اہل مکہ نے اس کو بھی گوارا نہ کیا اور اسی حکومت کے غرہ میں جس نے اب تک ان کو پریشان کیا تھا، یوں جواب دیا کہ:

”اپنے دشمن کو ہم اپنے گھر میں آتا ہوا کسی طرح نہیں دیکھ سکتے۔“ آخر قریب تھا کہ خونخوار جنگ کی نوبت آوے، مگر بیت اللہ کی عظمت و جلالت نے مسلمانوں کا دامن پکڑ لیا کہ آگے نہ بڑھیں اور کیسے ہی دب کر کیوں نہ ہو مگر صلح کرلیں، ادھر بیت اللہ کی عظمت کا پاس ولحاظ اور ادھر اس کا خیال کہ تھوڑی سی عمر میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے، جس کی طرف اب تک اہل مکہ کی مزاحمت کے سبب توجہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا، اس لئے باوجودیکہ اہل مکہ کی طرف سے شرائط صلح میں بہت کچھ سختی اور بے جا رد و کد ظاہر ہوئی، مگر خداوندی سفیر نے سب کو منظور کرلیا اور دس سال کی مدت کے لئے ان شرائط پر مصالحت منظور فرمائی کہ امسال بغیر عمرہ کئے واپس ہوں اور سال آئندہ اس کی قضا کریں، مگر بایں صورت کہ تین دن سے زیادہ مکہ میں قیام نہ ہو اور کوئی مسلمان بجز تلوار کے دوسرا ہتھیار نہ لائے اور تلوار بھی نیام سے باہر نہ نکلے، دس سال تک نہ باہم جنگ ہو نہ ایک دوسرے کے طرف دار و ہم عہد قوم سے لڑے، ان ایام صلح میں مکہ کا جو شخص مسلمان ہوکر مدینہ جائے وہ مطالبہ کے وقت ان کو بلاتامل واپس دے دیا جائے، لیکن کوئی مسلمان اگر مرتد ہوکر مکہ میں چلا آئے تو اس کی واپسی کا حق مسلمانوں کو حاصل نہیں۔

ہر چند کہ ان شرائط میں ہر طرح مسلمانوں کو دبایا گیا تھا اور کوئی شخص کیسا ہی ضعیف کیوں نہ ہو اپنے دشمن سے دبنا اپنے لئے عار سمجھتا ہے اور ہم عصروں میں کمزور یا بزدل کے خطاب سے یاد کیا جانا پسند نہیں کرتا، مگر یہ خداوندی سفیر ہی کی عالی حوصلگی و دور بینی تھی کہ باوجود ہزار ان ہزار جانباز بہادر ان اسلام کے باقتدار حاکم اور جم غفیر جاں نثار معتقدین کے امام و پیشوا ہونے کے بھی آپ نے کعبہ کی عظمت کو برقرار رکھا اور عرب کے علاوہ دوسرے ممالک میں اپنے پُرزور دعوے کے پھیلانے کی غرض سے امن و اطمینان کا وقت نکالنا دنیا کی ناموس اور ظاہری بڑھاؤ چڑھاؤ سے بہتر سمجھا کہ تمامی شرائط کو منظور فرمالیا اور نواح حرم میں اہل وطن اور بھائی بھتیجوں کے خون کی ندیاں اور نالے بہائے بغیر حدیبیہ ہی میں قربانی کے جانور ذبح کردیئے اور احرام کھول کر مدینہ کو مراجعت فرمائی۔ ☆☆☆

ختم نبوت یونٹ بام خیل کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ یونٹ بام خیل کا ایک اہم اجلاس تحصیل صوابی دفتر مدرسہ معہد الصدیق للدراسات الاسلامیہ میں زیر صدارت تحصیل صوابی کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف باچا صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری نواز یونٹ کے ناظم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تحصیل ناظم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اگر ضرورت پڑی تو ہم خون کا نذرانہ پیش کریں گے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں جو لوگ بھی رکاوٹ ہوں وہ کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک پُرامن اور غیر سیاسی جماعت ہے جس کا مقصد پوری دنیا میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کرنا ہے۔ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یونٹ کا اجلاس ہر مہینے کی پہلی جمعرات کو تحصیل صوابی کے دفتر میں منعقد ہوگا۔ اجلاس میں مولانا مشتاق احمد، مولانا جمشید علی، حافظ شاہ نواز، مولانا مقصود، مولانا محمود الحق، محمد عامر اور حافظ خلیل احمد نے شرکت کی۔

اکابر علمائے ختم نبوت کی اندرون سندھ

تبلیغی و اصلاحی مصروفیات

مولانا قاضی احسان احمد

۳ مئی ۲۰۱۲ء بروز جمعرات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنماؤں پر مشتمل سہ رکنی وفد اندرون سندھ کے تبلیغی دورہ پر صبح ۹ بجے کے قریب روانہ ہوا، رفقاء ساجد رانا، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور راقم الحروف پر مشتمل تھا۔ مولانا محمد علی صدیقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص سے مستقل رابطہ میں تھے۔ چنانچہ نماز ظہر کے قریب یہ وفد کوٹ غلام محمد پہنچ گیا، جہاں پہلے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ہمراہ مولانا محمد علی صدیقی کے موجود تھے۔

بعد نماز ظہر یہاں چار خوش نصیب بچوں کی دستار فضیلت کی تقریب تھی، جنہوں نے تکمیل حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ مہمانان گرامی نے قرآن کریم اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان افروز بیان کئے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے خطاب و دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ نماز عصر تک مدرسہ ہذا میں قیام رہا۔

بعد نماز عصر عاشقان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کنری میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ نماز مغرب سے پہلے قافلہ کے ارکان جامع مسجد بخاری دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پہنچ گئے۔ یاد رہے کہ یہ جامع مسجد بخاری وہی مسجد ہے جس کی بنیاد مفکر ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی روح رواں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے رکھی تھی، جو الحمدللہ! آج بھی تحفظ ختم نبوت کی صداؤں کو آب و تاب کے ساتھ بلند کر رہی ہے۔

بعد نماز مغرب جامع مسجد بخاری سے متصل مین روڈ پر ۳۸ ویں سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس، جانشین مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کئے گئے، بیانات کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھرپارکر کے مبلغ مولانا مختار احمد نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا اور تمام انتظامات کی نگرانی کرتے رہے، نقابت کے فرائض مولانا محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس سے استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: میں بوڑھا ہو چکا ہوں، کھا بھی نہیں سکتا، چل پھر نہیں سکتا، مگر تحفظ ختم نبوت کے عظیم کام کو دیکھ کر رہا بھی نہیں جاتا، اس لئے آ گیا ہوں، تمام عاشقان رسول سے میری اپیل ہے کہ اس کام کو ہر کام پر اولیت دیں۔

صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے والد گرامی شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نسبت اشارہ کیا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ان کی رگ رگ میں بسا ہوا تھا، زندگی اس کام کے لئے وقف کر دی، آج ہم ان کے نام لیوا ہیں، میری تمام حاضرین سے اپیل ہے کہ قادیانیت اور مرزائیت کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، تاکہ کل قیامت کے روز ہمیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے شرکاء کانفرنس کی شرکت پر ان کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ ہمارا اس پروگرام میں آنا کوئی معمولی نہیں، اس کی قدر و قیمت کا اندازہ کل روز قیامت ہوگا، اس مشن سے وابستہ رہیں، کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احمد علی عباسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور تفصیلی خطاب کیا۔

کانفرنس کا آخری خطاب اس ناکارہ کے حصہ میں آیا، جب کہ عوام کافی حد تک تھک چکے تھے، مگر اس کام کی عظمت کی بنا پر پروگرام کے اختتام تک بیٹھے رہے۔ راقم الحروف نے تقریباً پون گھنٹے کے قریب بیان کیا، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے حوالہ سے ہی زیادہ تر گفتگو رہی۔ قادیانیت کے استیصال اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی بات رکھی۔ بیان کا خلاصہ تین باتوں کی شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان سے ہاتھ بلند کرائے اور وعدہ لیا کہ وہ ان تینوں کاموں کو ہر حال میں کریں گے: (۱) اس عقیدہ کا پرچار ہر جگہ

پر کریں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔ (۲) قادیانیت اور مرزائیت اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے، قادیانیت اور مرزائیت کا اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے، لہٰذا کوئی مسلمان کسی قادیانی، مرزائی کے دھوکہ میں نہ آئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بڑا اور نمایاں فرق نہیں ہے۔ یہ قادیانیوں اور مرزائیوں کا دھوکا، دجل، فریب اور جھوٹ ہے۔ (۳) قادیانی مصنوعات اور اداروں کا بائیکاٹ یہ ہماری جذبۂ ایمانی اور جذبۂ غیرت مسلم کا تقاضا ہے، لہٰذا شیزان، OCS، شاہ تاج شوگر ملز وغیرہ کا ہر حال میں بائیکاٹ کیا جائے۔ آخر میں دعائے خیر پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

۴مئی بروز جمعۃ المبارک شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ گولارچی جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرنے کے لئے صبح ۸ بجے کنری سے روانہ ہوئے، جامعہ مسجد گولارچی میں جمعہ کے اجتماع سے تفصیلی خطاب کیا اور عوام الناس کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں، بلکہ روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا ٹولہ ہے، جنہوں نے اہانت رسول کا بازار گرم کر رکھا ہے، مگر قادیانیت و مرزائیت کے خلاف امت مسلمہ کی پُر امن تعمیری، اصلاحی جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ایک بھی گستاخ مردود قادیانی موجود ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیئر لگ چکا ہے بہت سے بڑے گھرانوں سے تعلق رکھنے والے قادیانی الحمدللہ! حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ قادیانی تلاش کرنے کے باوجود بھی نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دل و جان سے محنت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

۴مئی بروز جمعہ، جامع مسجد بخاری مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب ابن مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے کیا، الحمدللہ! والد گرامی کی طرز پر دین کا درد اور افہام و تفہیم کی صلاحیت سے مالا مال حضرت ناظم اعلیٰ نے اکابرین تحفظ ختم نبوت کی خدمات عالیہ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور سامعین کو باور کرایا کہ اس عظیم الشان کام کی تہہ اور بنیاد میں اکابرین ملت بیضا کا خون ہے، آل اولاد کی قربانیاں ہیں، اہل و عیال کے درد و الم کی ناقابل فراموش داستانیں ہیں، ان کا کردار بسلسلہ تحفظ ختم نبوت ہمارے ایمانوں کی تقویت کا ذریعہ ہے۔ فتنۂ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی یورش کو روکنے کے لئے سد سکندری ہے، ان کا روشن ماضی، ہمیں تعمیر و ترقی کی مضبوط راہیں میسر کرتا ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، میرے بابا جانؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ایک ایک نام اس فہرست عاشقان کا داستان عشق و وفا رقم کر رہا ہے، ان سرفروشوں کی سرفروشی دین اسلام کی آبیاری، دفاع ناموس رسالت، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تھی، ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کا نوجوان اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہے، تاکہ قیامت کے دن شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہر موڑ پر استقبال کرے۔ اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

۴مئی بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد صدیقیہ بس اسٹاپ ٹوکوٹ جس کے امام و خطیب مولانا قاری عبدالستار ہیں جو مجلس کے عمومی رکن ہیں کی مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے راقم الحروف نے خطاب کیا۔ سامعین سے عرض کیا کہ ہمیں ہر وقت مرنے کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے، ہمیں یہ احساس بیدار رکھنا چاہئے کہ ہم نے ایک دن مرنا ہے، اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، اپنی ساری زندگی کا حساب دینا ہے، ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق نمایاں طور پر نظر آنا چاہئے، ہمارے اس علاقہ میں ہندو، قادیانی، عیسائی وغیرہ بھی اہل اسلام کے ساتھ رہتے ہیں، ہمارے اور ان کے درمیان اگر اسلامی تشخص کا امتیاز باقی نہ ہو تو پھر فرق کیا رہ جائے گا؟ وہ بھی نماز نہیں پڑھتے، ایک مسلمان بھی نماز نہیں پڑھتا، ان میں جو برائیاں موجود ہیں وہی اگر ہمارے اندر بھی پائی جائیں تو پھر امتیاز کس چیز سے ہوگا؟ لہٰذا تمام مسلمان ارادہ اور وعدہ کریں کہ آئندہ زندگی احکام خداوندی کی پاسداری اور اطاعت رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کرنے کی مکمل کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

۴مئی بروز جمعۃ المبارک [illegible] یحییٰ لدھیانوی اور مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی نے جھڈو شہر کی مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ ان حضرات کے بیانات کا نظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھڈو کے مرکزی رہنما اور سرگرم رکن حافظ محمد شریف نے کیا، دونوں احباب کا قیام و آرام قاری صاحب کے حسین و جمیل مدرسہ میں تھا۔ الحمدللہ! پروگرام بخیر و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچے رب کریم اپنی بارگاہ میں قبولیت سے سرفراز فرما کر دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..........☆☆

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

Reg. No. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیرِ اہتمام

31 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

زیرِ سرپرستی

حکیم العصر محدثِ دوراں ولیٔ کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ

2 شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق 23 جون 2012

تا

26 شعبان ۱۴۳۳ھ مطابق 17 جولائی 2012

✦ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر: 047-6212611

ملتان: 061-4783486